Presented by: Rana Jabir Abbas

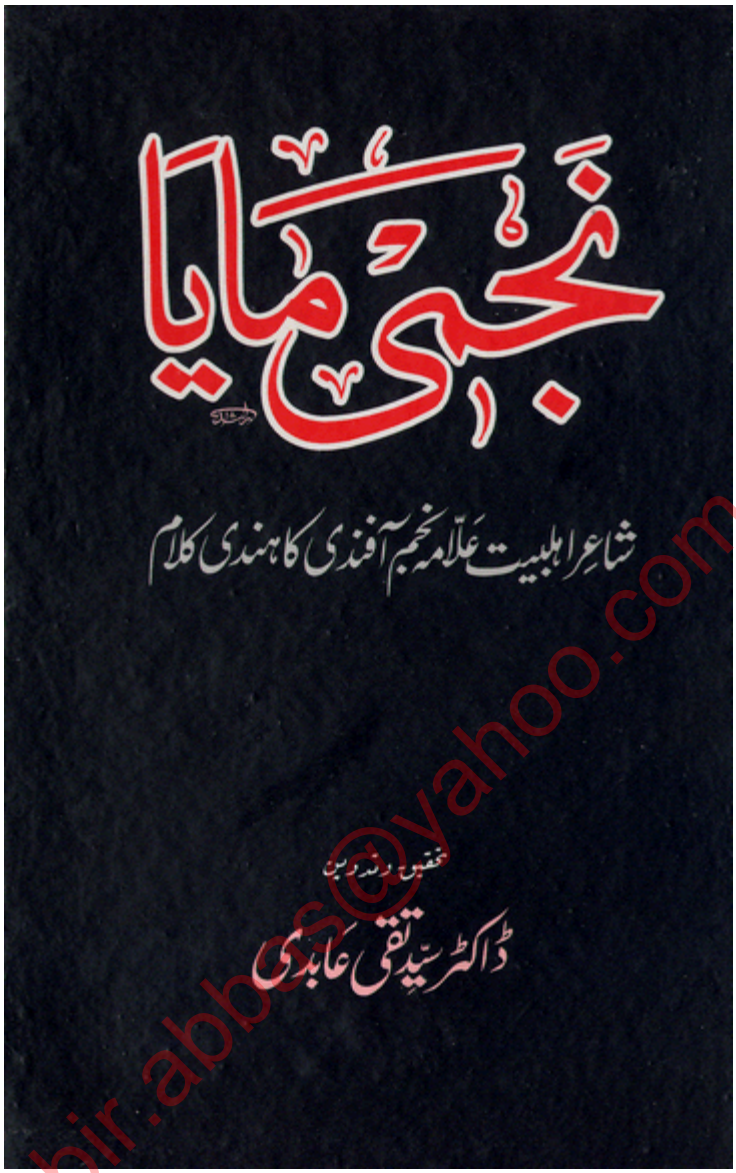

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جملہ حقوق بحق مرتّب محفوظ

کتاب	:	**نجمی مایا**
تحقیق وتدوین اور تنقید	:	ڈاکٹر سیّد تقی عابدی
سنہ اشاعت	:	2006ء
تعداد	:	1000
کمپوزنگ	:	افراح کمپیوٹر سنٹر نئی دہلی۔25
ایڈیشن	:	اوّل
باہتمام	:	**ڈاکٹر شاہد حسین**، نئی دہلی

یہ کتاب

مرتب محقق و ناقد ڈاکٹر سیّد تقی عابدی (کنیڈا) اور

ناشر **ڈاکٹر شاہد حسین**، شاہد پبلی کیشنز، 2253 دریا گنج، نئی دہلی (انڈیا)

کی اجازت سے شائع کی گئی

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

رَو میں ہے رخشِ عمر

نام	:	**سیّد تقی حسن عابدی**
ادبی نام	:	تقی عابدی
تخلّص	:	تقی
والد کا نام	:	سیّد سبط نبی عابدی منصف (مرحوم)
والدہ کا نام	:	سنجیدہ بیگم (مرحومہ)
تاریخ پیدائش	:	یکم مارچ 1952ء
مقام پیدائش	:	دہلی (انڈیا)
تعلیم	:	ایم بی بی ایس (حیدرآباد، انڈیا) ایم ایس (برطانیہ) ایف سی اے پی (یونائیٹڈ اسٹیٹ آف امریکہ) ایف آر سی پی (کنیڈا)
پیشہ	:	طبابت
ذوق	:	شاعری اور ادبی تحقیق
شوق	:	مطالعہ اور تصنیف
قیام	:	ہندوستان، ایران، برطانیہ، نیویارک اور کنیڈا
شریک حیات	:	گیتی
اولاد	:	دو بیٹیاں (معصومہ اور رویا) دو بیٹے (رضا اور مرتضیٰ)
تصانیف	:	شہید (1982ء) جوشِ مودّت۔ گلشن رویا۔ اقبالؔ کے عرفانی زاویے، انشاء اللہ خاں انشاؔ۔ رموز شاعری۔ اظہار حق۔ مجتہد نظم مرزا دبیرؔ۔ طالع مہر۔ سلکِ سلام دبیرؔ۔ تجزیہ یادگار انیسؔ۔ ابواب المصائب۔ ذکر دُرباران۔ عروسِ سخن۔ مصحفِ فارسی دبیرؔ۔ مثنویاتِ دبیرؔ۔ کائناتِ حجمؔ۔
زیرِ تالیف	:	تجزیہ شکوہ جواب شکوہ۔ رباعیاتِ دبیرؔ۔ فانی شناسی۔ مصحفِ تاریخ گوئی۔ روپ کنوار کماری۔ تعشق لکھنوی۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ڈاکٹر سیّد تقی عابدی

دردِ دل

کس کس سے سوال کروں؟

علامہ نجم آفندی نے کہا تھا:

میں خود ہوں مطمئن اے نجم ادب کی خدمت سے
جگہ نہ دے کہیں تاریخ روزگار مجھے

① اردو کے مشاہیر شعرائے غزل نے نجم کی قدر دانی کیوں نہ کی؟
(195) عمدہ اور اعلیٰ ترین غزلوں کو کیوں نظر انداز کیا گیا؟
کیا 1955ء کا آل انڈیا مشاعرہ یاد نہیں جس میں نجم نے مشاعرہ لوٹ لیا تھا؟ ○

② اردو کے ترقی پسند تحریک کے نمائندوں نے کیوں نجم کو نظر انداز کیا؟ اردو ادب میں کسان، مزدور، مزدوری اور سرمایہ داروں کے خلاف نظموں میں پہلی آواز علامہ اقبال اور جوش سے قبل نجم کے سوا کس نے بلند کی؟ اگر بقول سلیمان ندوی، حسرت موہانی اسلامی اور سوشلسٹ رجحان رکھ کر بیسویں صدی کے ابوذر غفاری ہو سکتے ہیں اور تحریک کے بھی پسندیدہ شاعر رہ سکتے ہیں تو نجم کی مسلمانی کیوں برداشت نہ ہوئی؟

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

③ نعت کے پرستاروں نے صدہا نعتیہ آبدار اشعار اور سولہ سے زیادہ نعتوں کو کیوں طاقِ نسیاں کے سپرد کیا؟
کیا نجم کے اس شعر میں کسی کو شک ہوسکتا ہے؟

اے نجم میں ہوں شاعرِ دربارِ رسالتؐ
کیا شک ہے کسی کو مری تصویر کشی میں

④ کیوں افسانہ نویسوں نے عمدہ افسانہ ''چور ماموں'' نہیں پڑھا؟ کیوں ناول نگاروں نے تخلیقی شاہکار ناول ''بندۂ خدا'' کو فراموش کیا؟

شریک حال نہ ہوتی جو نجم خودداری
ہمارے غم کا فسانہ غمِ جہاں ہوتا

⑤ اردو میں کتنے شاعر ہیں جنھوں نے نجم کی طرح چھ سو سے زیادہ عمدہ رباعیاں لکھیں؟ کیوں اردو رباعیات لکھنؤ کے پی ایچ ڈی (Ph.d) کے مقالے میں نجم کا نام تک نہیں؟ جبکہ پانچ اور دس رباعی کہنے والے افراد کا ذکر آب وتاب کے ساتھ ہے۔ کیا اس قسم کے مقالوں پر اعتماد کیا جاسکتا ہے؟

⑥ شاعرِ اہلِ بیتؑ کا خطاب دے کر محبانِ اہلِ بیتؑ کیوں نجم سے غافل ہوگئے؟ مولویوں، خطیبوں نے منبر سے کیوں ان کا پیغام نہیں پہنچایا؟ سلاموں، نوحوں، مرثیوں کو لے کر دوسرے انقادی کلام کو کیوں تلف کردیا؟ کراچی میں اتنے بڑے شاعر کے جنازے میں کیوں صرف بیس (20) پچیس (25) افراد شریک ہوئے؟

⑦ کیوں نجم کے کلام کو محبانِ اہلِ بیتؑ، گروہانِ نوحہ خوان، پرستارانِ نجم، شاگردانِ رشید، عزیز و اقربا نے انتقال کے تیس (30) برسوں میں بھی شائع نہیں کیا؟ اگرچہ نجم نے کہا تھا:

ہم نجم چار روز کے مہمان ہیں مگر
رہ جائیں گے یہ شعر و ادب کے تبرکات

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

⑧ اردو ادیبوں اور تنقید نگاروں نے اس بیسویں صدی کے عظیم شاعر سے کیوں غفلت برتی؟ نجم کے (12799) اشعار، (195) غزلیں، (591) رباعیات، (498) قطعات، (16) نعتیں، (81) قصائد، (107) سلام، (144) نوحے، (83) متفرقات کے علاوہ (3) مرثیے، (18) ہندی کلام کے آثار اور کئی نثری کتابیں مطبوعہ اور غیر مطبوعہ موجود ہیں:

آج اردوے معلّٰی کی اشاعت کے لئے
یہ غنیمت ہے کہ نجم نکتہ داں باقی رہا

میں نے حقیقت کو پیش کیا ہے:

نجم بہتر ہے تصنّع کی دلآویزی سے
تلخ لہجہ میں حقیقت کا بیاں ہوجانا

⑨ کانگریس، مسلم لیگ اور دوسرے قومی سیاسی عہدے داروں نے ایسے وطن دوست شاعر کو وطن کی محبت میں کیا دیا؟ جبکہ

ع: منزل انھیں ملی جو شریکِ سفر نہ تھے

کائناتِ نجم ان تمام سوالوں کا جواب رکھتی ہے۔ صرف گردشِ اوراق شرط ہے۔ شاید یہ میری نجمی عقیدت اور اُردو محبت ہو۔ یہ ایک خوشگوار حادثہ تھا جس کے فیض سے میں کائناتِ نجم کو دریافت کرسکا:

یہ بھی اک حادثہ اُردو کی محبت کا ہے نجم
کنجِ عزلت سے جو باہر نکل آیا ہوں میں

خیر اندیش

سیّد تقی عابدی

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ڈاکٹر سیّد تقی عابدی

نجم آفندی کا زندگی نامہ

نام مرزا تجمل حسین

تخلص نجم۔ نجمی

شہرت نجم آفندی

گھریلو نام نادر مرزا

تاریخ ولادت: رمضان 1330 ہجری مطابق 1893ء

مقام ولادت: اکبر آباد (آگرہ) کٹرہ حاجی حسن جو پیپل منڈی کے پیچھے واقع ہے۔

والد مرزا عاشق حسین بزم آفندی۔ معروف شاعر اپنے سگے ماموں سید اسمٰعیل حسین منیر شکوہ آبادی متوفی 1880ء کے شاگرد رہے۔ ان کی پیدائش 1860ء میں کٹرہ حاجی حسن آگرہ میں ہوئی۔ شادی آغا حسین صاحب صاحب دیوان شاعر کی بیٹی سے ہوئی۔ دوسری شادی ایک انگریز خاتون سے ہوئی۔ آپ بزم تخلص کرتے تھے۔ معروف غزل گو اور مرثیہ گو شاعر تھے۔ بزم آفندی کا انتقال 23 مارچ 1953ء کو ہوا۔

دادا مرزا عباس ملیح جو مرزا انجف علی بلیغ کے فرزند تھے جو مرزا فصیح مشہور مرثیہ گو شاعر کے حقیقی بھائی تھے۔ اسی لیے تو نجم آفندی نے مرزا فصیح کی میراث پر فخر کرتے ہوئے فرمایا:

نجم میں ہوں خاک پائے مسند آرائے فصیح
مدح کی دولت ملی ہے ورثۂ اجداد سے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

پردادا: مرزا ہادی علی فیض آبادی۔ مرزا ہادی علی کے تین فرزند تھے۔ (1) مرزا جعفر علی فتیح (2) مرزا نجف علی بلیغ (3) مرزا فتیح۔ ڈاکٹر صفدر حسین مرحوم لکھتے ہیں۔ ''نجم آفندی کے پردادا ہادی علی فیض آبادی حضرت عقیل ابن ابی طالب علیہ السلام کی نسل سے تھے لیکن جب ان کے بزرگ بلاد ایران میں رہنے لگے تو وہاں ''مرزا'' مشہور ہوگئے تھے۔ ہندوستان میں آمد کے بعد ان کے بزرگ شاہجہاں آباد (دہلی) میں سکونت پذیر ہوئے تھے۔

معز الدین قادری اسرار و افکار میں لکھتے ہیں۔ نجم آفندی کے پردادا مرزا ہادی علی فیض آباد کے محلّہ ''مغل پورہ'' میں رہتے تھے چنانچہ نجم آفندی نے اس طرف اشارہ کیا ہے۔

میرے بزرگوں کا اصلی وطن ہے فیض آباد
مجھے بھی شوق تھا دیکھوں میں یہ در و دیوار

اجداد: نجم آفندی کے اجداد ترک نسل سے تعلق رکھتے تھے جو ہجرت کر کے ہندوستان میں آباد ہوئے۔

بھائی بہن: دو بھائی (1) مرزا اعجاز حسین مرحوم ایک برس کی عمر میں انتقال ہوگیا۔ یہ عمر میں نجم سے بڑے تھے۔

(2) مرزا سلیمان کوکب آفندی، چھوٹے بھائی جن کی صاحبزادی مشہور مرثیہ نگار شاعر باقر زیدی کی شریک حیات ہیں۔ ایک بہن شہزادی فطین بانو اختر جہاں کج کلاہ پروین پیدائش 1901 جو بزم آفندی کی دوسری انگریز بیوی کے بطن سے تھیں۔ پروین کج کلاہ عمدہ شاعرہ تھیں۔

شریکِ حیات: 1958ء میں گلے کی کینسر سے انتقال کر گئیں۔ کانپور کے ایک معزز گھرانے کی صاحبزادی تھیں۔

اولاد: (1) پانچ لڑکے۔ جن میں چار لڑکے عباس، کامران، تاجدار اور تسلیم بچپن میں مر گئے اور اکلوتے بیٹے ہمایوں مرزا المتخلص سہیل آفندی حیات ہیں اور حیدرآباد

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

دکن میں مقیم ہیں۔

(2) سات لڑکیاں۔ ایک بیٹی کا کمسنی میں انتقال ہوگیا۔ دوسری لڑکی نا کتخدا تھی۔ دو بیٹیاں شادی کے بعد پاکستان چلی گئیں اور دو بیٹیاں ہندوستان میں مقیم رہیں۔

تعلیم وتربیت: 1- نجم آفندی کی اردو اور فارسی تعلیم گھر پر ہوئی۔

2- قرآن مجید اپنے چچا مرزا ہادی علی سے پڑھا

3- مفید عام اسکول آگرہ سے انگریزی میں مڈل پاس کیا۔ اس اسکول میں اردو فارسی مولوی سلامت اللہ سے اور انگریزی اسکول کے ہیڈ ماسٹر راج کمار سے پڑھی۔

4- اسرار افکار کے دیباچہ میں معز الدین قادری لکھتے ہیں۔ ''نجم آفندی کو اردو فارسی اور انگریزی کے علاوہ ہندی زبان میں بھی درک ہے۔ ان کی ہندی زبان میں بھی تصنیفات ملتی ہیں۔''

5- ڈاکٹر ذاکر حسین فاروقی دبستان دبیر میں لکھتے ہیں۔ نجم آفندی اردو، فارسی اور عربی اچھی جانتے ہیں اور انگریزی میں بھی اچھا درک رکھتے ہیں۔

6- ڈاکٹر سید نواز حسن زیدی نے نجم آفندی فکر وفن میں لکھا۔ ''اردو فارسی کی حد تک تو یہ بات درست ہے لیکن محض قرآن مجید ناظرہ پڑھنے کو عربی تعلیم کا حصول سمجھ کر مالک رام اور ڈاکٹر ذاکر حسین کو مغالطہ ہوا ہے۔ خود نجم آفندی نے اپنے خط میں عربی نہ پڑھ سکنے کے بارے میں لکھا ہے۔

7- اردو فارسی اور انگریزی کتابوں کے مطالعہ کا شوق تھا۔ انھیں گھر پر عام طور سے انگریزی ناول کو بھی مطالعہ کرتے ہوئے دیکھا گیا۔

8- نجم آفندی شمشاد حسین کے نام خط میں لکھتے ہیں ''میری تعلیم اس زمانے کے مڈل تک ہوگی مگر کم از کم انگریزی کی دو ہزار کتابیں ہر قسم کی میری نظر سے گزری ہیں۔

شکل وصورت: شکل وصورت تصویر سے ظاہر ہے جو اس کتاب میں شامل ہے۔ نجم آفندی کا قد تقریباً پانچ فٹ تھا۔ بدن چھریرہ، رنگت سرخ وسپید تھی۔ چہرہ کول خوبصورت ناک اور باریک ہونٹ کے ساتھ بڑے کان اور سر بھی نسبتاً بڑا تھا۔ آخری عمر میں بال

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

بہت کم رہ گئے تھے۔ خشخشی داڑھی جو مونچھوں سے متصل تھی۔ آواز رعب دار اور چہرے پر ہمیشہ مسکراہٹ رہتی تھی۔

وضع اور لباس: نجم آفندی نستعلیق شخصیت تھے۔ وہ مشرقی روایات کے پاسدار اور اسلامی تہذیب کے نمونہ تھے۔ جوش ملیح آبادی نے ساقی جوش نمبر میں لکھا۔ ''حضرت نجم آفندی جو اس قدر دین دار و پابند وضع بزرگ ہیں کہ قہقہہ مارنے کو بھی خلاف شرع سمجھتے ہیں۔''

نجم آفندی کے لباس میں سادگی تھی۔ وہ عام طور پر سفید شیروانی، سفید پائجامہ، مخمل کی کالی ٹوپی پہنتے تھے۔ کبھی کبھار کالی شیروانی پر شال اوڑھ لیتے تھے۔ پاؤں میں معمولی سلیپر یا جوتا ہوتا۔ ہاتھ میں ہمیشہ چھڑی رکھتے تھے۔ عینک صرف حسب ضرورت لگاتے۔

غذا و خوراک: نجم آفندی کم خوراک تھے۔ دیسی گھی اور گڑ سے شدید رغبت تھی۔ ان کی گھی اور گڑ کی چاہت کی کئی داستانیں لوگوں نے بیان کی ہیں۔

سیرت و کردار: ہم نجم آفندی کی سیرت اور عالی کردار کے ساتھ عجز و انکساری کا مختصر خاکہ معز الدین قادری اور ذاکر حسین فاروقی کی تحریروں سے پیش کرتے ہیں۔ اسرار و افکار کے دیباچہ میں معز الدین قادری نے لکھا ہے۔ ''خاندانی روایات مذہبی تعلیم و تربیت اسلام کی عظیم شخصیتوں کے نقوش قدم کو اپنا راستہ بنانے کی سعی و تمنا نے ان کو کافی متوازن، معتدل مزاج اور بنی نوع انسان کا ہمدرد بنا دیا ہے۔ ان کی آنکھوں میں بصیرت کی چمک ہے اور سنجیدگی کے نہ جانے کتنے راز ہیں۔ انھیں بنی نوع انسان سے محبت ہے۔ شخصی اور مذہبی عقائد پر خود سختی کے ساتھ کاربند ہیں لیکن سیرت و کردار میں کہیں بھی ''ملا پن'' یا ''پندار زہد'' کے نتیجہ میں پیدا ہونے والا سوانگ موجود نہیں۔ بُردبار، حلیم، خوش خلق اور مصیبتوں میں مسکرانے والی شخصیت ان کے سارے کلام سے جھلکتی ہے اور انھیں یہ کہنے کا حق ہے

میری تلاش راہ پر ہنستے ہیں آج تا فلے
شمع بنائی جائے گی کل میری گردِ راہ کی

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

بقول جوشؔ ملیح آبادی۔ جہاں تک طبائع کا تعلق ہے، باپ بیٹے میں زمین و آسمان کا فرق تھا۔ وہ ایک رنگین مزاج شاعر تھے اور ان کو رنگینی کبھی چھو کر نہیں گئی تھی۔ وہ سراپا رند تھے اور یہ سرتا بہ قدم متقی اور خشک قسم کے متقی تھے۔

دبستانِ دبیرؔ میں ڈاکٹر ذاکر حسین فاروقی بیان کرتے ہیں: ''مروّت وضع داری، ایفائے وعدہ، حُسنِ معاشرت اور بڑے چھوٹوں کے ساتھ یکساں برتاؤ آپ کے کردار کی وہ خوبیاں ہیں جو ہر شخص کے دل میں جگہ پیدا کر لیتی ہیں۔ نجمؔ صاحب نے اپنی زندگی کے جو اصول بنائے تھے وہ تا حیات ان پر کاربند رہے اور اخلاقی و روحانی اعتبار سے انھوں نے ایک کامیاب زندگی گزاری اور ان کی کامیاب زندگی ''قابلِ رشک موت'' کی ضامن بن گئی۔ بقول خود:

کچھ شعر جو منقبت میں کہہ لاتا ہے
اس خواب سے اپنے دل کو بہلاتا ہے
موزوں ترے کردار پہ بھی ہے یہ خطاب
تو شاعرِ اہلِ بیت کہلاتا ہے

شغل و ملازمت:

1- ریلوے محکمہ میں کلرک کی حیثیت سے ملازمت کا آغاز کیا۔ اس وقت نجمؔ کی عمر بیس سال تھی۔

2- پھر دہلی میں ملازمت کی۔

3- کالکا اسٹیشن اور غازی پور اسٹیشن پر کچھ عرصہ ملازم ہوئے۔

4- تحریک ترکِ موالات سے متاثر ہو کر ریلوے کی ملازمت ترک کر دی اور تلاش معاش میں رودولی پہنچے اور کچھ عرصہ کاشتکاری کی۔

5- جونیئر پرنس معظم جاہ شجیعؔ کے دربار سے منسلک ہوئے۔ ان کے سپرد پرنس کے کلام کی اصلاح تھی۔ تنخواہ بھی اس کام کی پاتے تھے۔ نجمؔ کی ماہانہ تنخواہ دو سو روپے ماہوار تھی۔

6- دربار سے علاحدہ ہو کر مالی پریشانیوں میں بسر کی اور اپنی خود داری کو نبھانے اور پیٹ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کی آگ بجھانے کے لیے چھتہ بازار حیدرآباد میں جوتوں کی دکان تک کھولی۔
تف برتو اے چرخِ پیر کہ شاعرِ اہل بیتؑ کو اتنی بڑی قوم تنگ دستی میں سہارا نہ دے سکی جبکہ تمام قوم اور تاجر ان کے کلام سے روحانی اور اقتصادی فائدہ اٹھا رہے تھے۔ اسی لیے تو اپنے خطوط میں اس طرح گلہ کیا "آج ہندوستان میں تبت سے راس کماری تک میرے نوحے پڑھے جا رہے ہیں لیکن مالی فائدہ دوسرے اٹھا رہے ہیں" 'کاروان ماتم' لاہوروالوں نے میری اجازت و اطلاع کے بغیر شائع کرلی ہے۔ لکھا تو جواب تک نہیں دیتے۔ یہ قدر دانی ہو رہی ہے۔ ہم تکلیف اٹھا رہے ہیں اور یہ نفع کما رہے ہیں۔"

شاعری کا آغاز: ۱۲ سال کی عمر میں شاعری کا آغاز کیا۔ ابتدا غزل گوئی سے کی۔ شاہ نیاز وارثی کی غزل پر مصرعے لگائے

زہے عزو جلالی بو ترابی فخرِ انسانی
علی مرتضیٰ مشکل کشائی شیرِ یزدانی

پہلا مشاعرہ: جس مشاعرے سے نجم کی شاعری کا تعارف ہوا وہ خود ان کے گھر کے سامنے منعقد کیا گیا تھا جس میں اکابر شعرا نے شرکت کی تھی۔ نجم کی غزل کا مطلع تھا:

چاندنی میں تم ذرا گھر سے نکل کر دیکھتے
قبرِ عاشق اور ایک میلی سی چادر دیکھتے

شاگردی: شاعری کے آغاز میں اپنے والد بزمؔ آفندی کی شاگردی کی لیکن بہت جلد ہی اصلاح سے بے نیاز ہو گئے۔

صحبت اساتذہ: نجم آفندی کو گھریلو ماحول کے علاوہ اپنے دہلی کے قیام کے دوران نواب سائلؔ دہلوی، بے خودؔ دہلوی، پنڈت امرناتھ ساحرؔ، منشی امیر اللہ تسلیمؔ، شوکت علی میرٹھی، عبدالرؤف عشرتؔ، ناصر علی خاں مچھلی شہری اور وقارؔ کانپوری جیسے شعرا شامل تھے۔ انھیں اساتذہ نے نجم کی شعری صلاحیتوں سے متاثر ہو کر کہیں اس نوجوان شاعر کو صدر مشاعرہ بنایا تو کہیں رایہ پنڈراول نے ان کی شاہکار نظم کو (1800) سو روپیوں

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

میں خرید کر یہ رقم یتیم خانہ کی خدمت کے لیے وقف کردی۔ کبھی محفل مقاصدہ میں صفی لکھنوی کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا کہ ''نجم صاحب ہم نے بائیس (22) سال اس محفل میں چراغ جلایا ہے اب آپ کی باری ہے۔''

خطاب: ناصر الملت نے نجم آفندی کو ''شاعر اہلبیت کا خطاب دیا جو نجم آفندی کے مسلسل سلام اور قصیدہ نگاری کا اثر تھا۔

یہاں یہ بات بھی خارج از محل نہیں کہ نجم آفندی کے دادا کے بھائی مرزا فصیح کو خلافت عثمانیہ کی جانب سے آفندی خطاب کعبتہ اللہ اور حاجیوں کی خدمت کرنے پر دیا گیا تھا جو نسلاً بعد نسل استعمال ہوسکتا تھا۔

ہم عصر شعراء: حالی، اکبر الہ آبادی، اقبال، سائل دہلوی، منشی امیر اللہ تسلیم، نسیم، حسرت موہانی، صفی لکھنوی، مرزا اوج، دولھا صاحب عروج، مرزا ثاقب، آرزو لکھنوی وغیرہ بزرگ عمر ہم عصر شعرا تھے جب کہ ان کے ہم عمر شعرا میں فانی، جوش، صدق جائسی، یگانہ، سیماب، مہذب لکھنوی، نسیم امروہوی، رئیس امروہوی، سید آل رضا وغیرہ شامل تھے۔

تلامذہ: نجم آفندی کے شاگردوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ خود انھوں نے جو فہرست جلیس ترمذی کو روانہ کی تھی اس میں (69) نام تھے۔ وہ بعد میں بڑھ کر (72) ہوگئی، اور کچھ اس طرح ہے جسے ڈاکٹر سید نوازحسن زیدی نے نجم آفندی فکر و فن میں نقل کیا ہے۔ رعنا اکبر آبادی، جعفر مہدی، رزم رودلوی، صفدر حسین کاظمی، عبدالسعید رشک، عابد مرحوم، وزارت علی، علی انجم اکبر آبادی، مرزا عبدالکریم مضطر، کوکب اکبر آبادی، جلیس ترمذی، انتظام الحسینین، خاور نوری، سعید شہیدی، مرزا عاول، ساجد رضوی، شاہد حیدری، عازم رضوی، قائم جعفری، عباس عابدی، خورشید جنیدی، باقر منظور، طاہر عابدی، خواجہ ضمیر، کاوش حیدری، منجو قمر، راحت عزمی، تصور کرت پوری، عباس زاہد، شہید یار جنگ، ہشیار جنگ، ڈاکٹر اختر احمد، تبسم نظامی، طالب رزاقی، حرماں خیر آبادی، عاصم جمیل، ساحر نجمی، سعید السائمہ، زیبا رودلوی، پرنس معظم جاہ شجیع، ہاشم جاں بہادر، اختر زیدی، حسن مدنی، اثر غوری، کاظم رشک، شاغل حیدر آبادی، صمیم

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

حیدر، محبّ جاورہ، صادق نقوی، سوز رضا ترمیم، تقی عسکری، اقبال عابدی، سید جعفر حسنین، زاہد رضوی، ظہیر جعفری، آغا ہاجر، باذل عباس ضیغم، سائر، ثاقب، سعادت نظر، عبدالحی خاں، شارق، بانو سید پوری، نظیر سیہوری، عقیل نجمی، سہیل آفندی، روپ کماری، بیدار نجفی اور وفا ملک پوری وغیرہ۔

ڈاکٹر نواز حسن زیدی لکھتے ہیں کہ تلامذہ کی اصلاح کے وقت نجم آفندی کے ہاں وہی جذبہ کارفرما ہے جسے عشقِ اہل بیت کے نام سے موسوم کیا جا سکتا ہے۔ تلامذہ کے کلام کی اصلاح کے لیے باقاعدہ اصول وضع کر رکھے تھے۔ شاگردوں کے خطوط کے جواب میں لکھتے ہیں۔ ''مجھے امید نہیں کہ جلد تمھارا کلام دیکھ کر بھیج سکوں گا۔ از روئے انصاف سلسلہ وار دیکھتا ہوں'' آج کل چار طرف سے پاکستان اور ہندوستان سے اصلاح کا کلام آ رہا ہے۔ سر اٹھانے کی مہلت نہیں۔ دماغ بھی کام دیتا ہے تو ہاتھ کانپتا ہے کس کس کو منع کروں اور کیسے ممکن ہے مدحِ اہل بیت کا مسئلہ ہے۔

مدت مشقِ سخن: تقریباً ستر (70) سال

مسافرت برائے شاعری: دہلی، کانپور، لکھنؤ، حیدرآباد، کراچی، کلکتہ، بنارس، لاہور ہی نہیں بلکہ دور دراز کے چھوٹے مقامات پر بھی تبلیغ پیامِ اہل بیت میں مشغول رہے۔ چنانچہ فیض آباد، بریلی، بارہ بنکی، سیتاپور، بھرت پور، اجین، مدراس اور بلرام وغیرہ کے لوگ بھی موصوف کے کلام کے دلدادہ رہے۔

زیارت عتبات عالیہ: 1950ء اگست میں زیارتوں کے لئے عراق گئے اور مختلف مقامات مقدسہ پر حاضری دی اور اپنے تاثرات کو منظوم لکھ کر ''تاثرات زیارت'' کے عنوان سے شائع کیا۔

تصنیفات: راقم کو کائنات نجم آفندی مرتب کرتے ہوئے مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ نجم آفندی کی تصانیف تقریباً عنقا ہیں۔ نجم آفندی کی چالیس (40) سے زیادہ تصانیف شائع ہوئیں۔ سب سے پہلی تصنیف ان کے کلام کا مجموعہ 1917 میں اور آخری تصنیف

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

''لہو قطرہ قطرہ'' ان کے انتقال کے چار سال بعد 1979ء میں شائع ہوا۔ علامہ ضمیر اختر نقوی نے لکھا ہے کہ نجم آفندی نے حیات میں چند تصانیف مرتب کی تھیں مثلاً ''گلدستہ نعت'' ''مذہبی رباعیات'' ''قومی اور مذہبی نظموں کا مجموعہ'' ''خودنوشت سوانح حیات'' جو نامکمل رہ گئی تھی جو کبھی شائع نہ ہوئیں۔ نیز نجم کے مضامین کا کوئی مجموعہ بھی ترتیب نہیں دیا گیا۔

نجم مرحوم کی تصانیف کی فہرست جو ضمیر اختر نقوی نے مرتب کی ہے یہاں پیش کی جارہی ہے۔ باضافہ چند تصانیف جو بعد میں شائع کی گئی ہیں۔

نمبر شمار	نام کتاب	سن طباعت	مطبع	تفصیلات
.1	پھولوں کا ہار	1917ء	آفندی بک ڈپو، آگرہ	پہلا مجموعہ کلام۔ ادبی، اخلاقی قومی نظموں کا مجموعہ وہ نظمیں جو شیعہ کانفرنس میں پڑھی گئی تھیں۔
.2	قصائد نجم	1943ء	آفندی بک ڈپو، آگرہ	رباعیات (32) قصائد اور نظمیں (25)
.3	تہذیب موذت	1943ء	تاج پریس، یوسف آباد، حیدرآباد	رباعیات (140)
.4	اشارات غم حصہ اول	1938ء	احباب پبلشرز، لکھنؤ	نوحوں کی بیاض (32) نوتے
.5	اشارات غم حصہ دوم	1938ء	احباب پبلشرز، لکھنؤ	نوحوں کی بیاض (33) نوتے
.6	اشارات غم حصہ سوم	1938ء	احباب پبلشرز، لکھنؤ	نوحوں کی بیاض (21) نوتے
.7	کربل کی آہ	———	کتب خانہ اثناعشری، لکھنؤ	جدید نوحہ جات (9) نوتے
.8	آیات ماتم	1361ھ	نظامی پریس، لکھنؤ	نوحوں کی بیاض
.9	تصورات غم	1943ء	مکتبہ ناصری کولہ گنج، لکھنؤ	نوحوں کی بیاض

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

نمبر شمار	نام کتاب	سن طباعت	مطبع	تفصیلات
.10	کربل نگری	1361ھ	مکتبہ ناصری گولہ گنج لکھنؤ	سیزدہ صد سالہ یادگار حسینی پر لکھی گئی نظم (اردو۔ ہندی)
.11	اسلام پوتھی	1380ھ	امامیہ مشن لکھنؤ	طویل مثنوی، آغاز اسلام سے ہجرت حبشہ تک (اردو۔ ہندی)
.12	فتح مبین	1943ء	نظامی پریس لکھنؤ	ایک مرثیہ۔ 5 سلام، 9 رباعیات
.13	بیاض حجم	1950ء	مکتبہ سلطانی، بمبئی	نوحہ جات، (حصہ اول، 53 نوحے، حصہ دوم 81 نوحے)
.14	شاعر اہل بیت جیل میں	1939ء	مکتبہ ناصری، گولہ گنج، لکھنؤ	قومی نظموں اور قطعات کا مجموعہ
.15	حسینی سنسار	1364ھ	مکتبہ ناصری گولہ گنج، لکھنؤ	نوحہ جات
.16	کاروان ماتم	———	کتب خانہ اثنا عشری لاہور	(54) نوحے اور سلام
.17	پریم بھکتی	———	مکتبہ ناصری، گولہ گنج، لکھنؤ	ہندی نظموں کا مجموعہ، اردو رسم الخط میں
.18	دارالسلام	———	مکتبہ ناصری، گولہ گنج، لکھنؤ	جدید رنگ کے سلام
.19	تاثرات زیارت	1950ء	الکٹرک پریس، حیدرآباد	زیارت سے متعلق منظوم خراج عقیدت

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

نمبر شمار	نام کتاب	سن طباعت	مطبع	تفصیلات
.20	نصاب دینیات	1364ھ	مطبع حیدری، حیدرآباد	بچوں کے لئے مختصر دینی احکامات (نثر)
.21	شہیدوں کی باتیں	1952ء	رضا کار بک ڈپو، لاہور	کربلا والوں کے اقوال اور کارنامے (نثر)
.22	حسینی اور ہندوستان		مکتبہ ناصری گولہ گنج، لکھنؤ	ہندوستان کا امام حسینی سے روحانی تعلق (نثر)
.23	لغات المذہب	1961ء	رضا کار بک ڈپو، لاہور	ایک ہزار مذہبی الفاظ پر مشتمل لغت (نثر)
.24	چوراماموں	1349ھ	زاویہ ادب، حیدرآباد	بچوں کے لئے مختصر اخلاقی افسانہ (نثر)
.25	چاند کی بیٹی	—	—	—(نثر)
.26	پھول مالا	—	—	—(نثر)
.27	معراجِ فکر	1959ء	رضا کار بک ڈپو، لاہور	مرثیہ
.28	اسرار وافکار	1971ء	ادارۂ قدر ادب، حیدرآباد	چار سو رباعیات وقطعات
.29	قصائد نجم	1372ھ	تاج پریس، حیدرآباد	سولہ (16) قصائد کا مجموعہ
.30	جانِ کربلا	1993ء	مکتبہ ناصری، گولہ گنج، لکھنؤ	(نوحے + سلام)
.31	معرکۂ غم		مکتبہ ناصری، گولہ گنج، لکھنؤ	(نوحے + سلام)
.32	دکھ کا ساگر		مکتبہ ناصری گولہ گنج، لکھنؤ	(نوحے + سلام)

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

نمبر شمار	نام کتاب	سن طباعت	مطبع	تفصیلات
.33	کاروانِ عزا	———	عزادار بک ڈپو	نوحے اور سلام
.34	ترقی کی برکتیں	———	———	——— (نثر)
.35	قصایدِ قدسی	———	مطبوعہ شمسی پریس، آگرہ	قصائد
.36	ستارے	1364ھ	دکن اُردو اکادمی	نظموں کا مجموعہ
.37	بندۂ خدا	1969ء	کاظمی پرنٹنگ پریس حیدرآباد	ایک مذہبی ناول (نثر)
.38	نفس اللہ	———	دائرہ الکٹرک پریس، حیدرآباد	——— (نثر)
.39	ترقی پسندوں کے نام	———	———	——— (نثری کتاب)
.40	رباعیاتِ نجم آفندی	———	امامیہ کتب خانہ لاہور	(145) رباعیات
.41	پنجتنی قصائد (غیر مطبوعہ)	———	———	قصائد
.42	رباعیات	1976ء	اعجاز پرنٹنگ پریس حیدرآباد	(30) رباعیات
.43	لہو قطرہ قطرہ	فروری 1979ء	پرنٹنگ محل، ناظم آباد کراچی	پچاس منتخب غزلوں کا مجموعہ

وطن پرستی اور انگریز نفرت: سچ تو یہ ہے کہ برصغیر نے علامہ نجم آفندی کے ساتھ انصاف نہیں کیا اور آزادی کے بعد ع: منزل انھیں ملی جو شریک سفر نہ تھے۔

وطن دوستی انگریز نفرت اور قومی محبت نجم آفندی کے ریشہ ریشہ میں کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ ذیل میں چند واقعات اور حکایات ہمارے دعویٰ کے ثبوت ہیں۔

1. ابتدائی عمر میں جب اسکول میں کسی ہندو لڑکے سے جھگڑا ہونے کے بعد ان کے ہیڈ ماسٹر راج کمار کے جملہ ''تم دونوں مل کر تیسرے کو کیوں نہیں مارتے؟'' نے فوراً

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

انگریزوں کے خلاف متحد ہونے کی ترغیب دی۔ چنانچہ اپنی خودنوشت میں اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ ''میرے دل نے آواز دی کہ تیسرے سے مراد انگریز ہے جس کی غلامی کی صعوبتیں ہم برداشت کر رہے ہیں لیکن اس کو مار بھگانے کی جسارت نہیں کرتے۔''

2. نجم آفندی کی کھدر پوشی سے تنگ آکر ان کے انگریز افسر نے ان کا تبادلہ سزا کے طور پر آسنسول کر دیا۔ چنانچہ بعد میں نجم نے تحریک ترکِ موالات سے متاثر ہو کر سرکاری ملازمت سے ہمیشہ کے لئے استعفےٰ دے دیا۔

3. انگریزوں کے استعمار سے بیزار ہو کر زمانہ طالب علمی میں ایک چھوٹی سی انجمن بنائی جس کا خفیہ ایجنڈا انگریزوں سے ان ہی کے ہتھیاروں سے مقابلہ اور قومی ملی یکجہتی تھا۔ اس انجمن کے ممبر ایک خاص قسم کی انگوٹھی پہنتے تھے۔ کچھ عرصہ بعد یہ انجمن رشتوں کے بھائی کی سازش سے ختم ہو گئی۔

4. سرکاری ملازمت سے علاحدگی کے بعد قومی اور مذہبی رجحان نے تقویت پائی چنانچہ ایک طویل پچیس (25) بند کی نظم ''یتیم'' لکھی جو ''پھولوں کا ہار'' مجموعۂ کلام میں شامل ہے اور اس نظم کے ساتھ یہ نوٹ بھی لکھا ہے کہ یہ وہی نظم ہے جس نے شیعہ کانفرنس کے آٹھویں اجلاس منعقدہ الہ آباد میں حشر برپا کر دیا تھا اور جس پر رابطہ سید ابوجعفر صاحب نے ساڑھے چار ہزار روپے نچھاور کر دیے تھے۔

5. نجم آفندی نے اپنی تصنیف ''ترقی کی برکتیں'' میں ہندو مسلم اتحاد پر زور دیتے ہوئے لکھا۔ اس وقت ہندو مسلم اتحاد کی بہترین صورت یہ ہے کہ دونوں قوموں کے نوجوان اٹھ کھڑے ہوں اور اپنے طاقت ور بازوؤں کا صحیح مصرف کریں اور اپنے مضبوط ہاتھوں سے فساد روک کر ملک کی سب سے بڑی خدمت کریں۔

6. نجم آفندی جلیس ترمذی کے خط میں لکھتے ہیں: ہندو قوم کے افراد نے گاندھی جی کو ختم کر کے دنیا کو یہ بتا دیا ہے کہ ہندوستانی ذہنیت کہاں تک پست ہو سکتی ہے۔

7. نجم آفندی کانگریسی تھے اور اسی لئے کانگریسی مشاعرے بھی کروائے۔ ایک مشاعرے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

میں تو ردیف ''کھدر'' رکھی گئی۔ انگریز دشمنی اور وطن دوستی نے نجم کو کانگریسی بنا دیا۔ اپنی خودنوشت میں لکھتے ہیں۔''ہم نے ایسے بھی مشاعرے کئے ہیں جن کا مقصد حکومت کے خلاف پروپیگنڈہ کرنا تھا۔ ایسے مشاعروں کو کانگریسی مشاعروں کا نام دیا جاتا تھا۔ میرے ایک دوست برہم سروپ خارمیرٹھی میری طرح پکے کانگریسی تھے۔

8. ترقی کی برکتیں میں لکھتے ہیں: ''ہندوستان کی بدقسمتی سے ہندو مسلم اختلاف پیدا ہوا۔ تضاد بڑھنے لگا اور آج وہ نوبت آئی کہ مسلم لیگ کو پاکستان کی تجویز پیش کرنی پڑی۔

صدمات: 1. سرکاری نوکری سے استعفیٰ کے بعد مالی بحران سے دوچار رہے۔ ماہنامہ ''مشورہ'' جاری کیا لیکن مالی حالت بدتر ہوگئی۔

2. پرنس معظم جاہ کے شاہانہ مزاج کو برداشت نہ کر سکے اور نوکری ترک کردی۔ کچھ دنوں کی فارغ البالی پھر مالی بحران میں تبدیل ہوگئی۔

3. 1953ء میں والد کا انتقال ہوگیا۔

4. 1958ء میں اہلیہ کا طویل علالت کے بعد انتقال ہوگیا۔

5. برادر خرد کوکب آفندی اور دو بیٹیوں کا پاکستان میں ہمیشہ کے لئے آباد ہونا۔

علالت اور مرض الموت: نجم آفندی کو پرنس معظم جاہ شجیع کی دربارداری نے نیند کی گولیوں کا محتاج کردیا تھا، چنانچہ آخری عمر تک ان زہریلی دواؤں کا اثر باقی رہا۔ اعصاب میں تناؤ کم خوابی، لاغری اور ضعف کے علاوہ آخری عمر کے حصے میں معدہ، جگر، قلب کی بیماریاں اور رعشہ وثقل سماعت سے دوچار رہے۔ آخری عمر جو پاکستان میں گزری عموماً بہت کم باہر نکلتے تھے اور زیادہ تر بستر پر لیٹے رہتے تھے۔

پاکستان میں: 1. نجم آفندی پہلی بار اپریل 1971ء میں بمبئی سے بحری جہاز میں سوار ہوکر کراچی کی بندرگاہ پر اترے۔ کراچی میں چند مہینے قیام کر کے وہ لاہور گئے پھر کراچی آتے جاتے رہے۔ نجم صاحب محافل شعروسخن، مشاعروں مسالموں، مقاصدوں اور مجلسوں میں شرکت فرماتے رہے۔ پاکستان میں تقریباً ہر بڑے اور معروف ادیب،

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

شاعر اور خطیب سے ملاقاتیں رہیں۔ ان کا کلام روزناموں، رسالوں، جریدوں میں وقتاً فوقتاً شائع ہوتا رہا۔ پاکستان کے مختلف شہروں میں قیام کے دوران بعض اوقات اپنی یادداشتیں ایک ڈائری میں بھی مرتب کیں جو ان کی ملاقاتوں اور محفلوں کی عمدہ یادگاریں ہیں۔

وفات : تاریخ 17/ذی الحجہ 1395 ہجری مطابق 21/دسمبر 1975ء

وقت : 9½ بجے صبح

مقام : کراچی

دن : اتوار

غسل میّت : وصیّت کے مطابق مکان پر ہوا

نمازِ میت : بارگاہِ رضویہ سوسائٹی میں پڑھائی گئی

دفن : سخی حسن دربار کے قبرستان واقع نارتھ ناظم آباد ہوا۔ شفیق اکبر آبادی نے تلقین پڑھائی۔ سوئم کی مجلس رضویہ سوسائٹی کے امام باڑے میں ہوئی۔ سید ضمیر نقوی صاحب نے مجلس پڑھی۔ جنازہ میں صرف پچیس تیس افراد نے شرکت کی۔

قطعات، اشعار اور مصرعہ تاریخِ وفات

1. جناب نسیم امروہوی:

لکھ دو نسیم باکمال قبر پہ سالِ انتقال
بقعۂ پاک محوِ خواب شاعرِ اہلِ بیتؑ نجم

1975ء

2. جناب رئیس امروہوی:

فراقِ نجم نجم آفندی مرحوم
"غروب انجم نجم" اے قلم لکھ

1395ھ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

3. جناب فیضؔ بھرت پوری:

رحلت شاعرِ فنا فی اللہ
حجم آفندی اکبر آبادی

1975ء

4. جناب ساحرؔ لکھنوی

سال رحلت کے لئے قبر پہ لکھ دو ساحرؔ
حجم ہے دامنِ مدفن میں ستارے کی طرح

1395ھ

5. جناب کسرتیؔ منہاس:

دُریک دانہ نکتہ داں شاعر

1395ھ

شاعر نکتہ داں گرامی تبار

1975ء

6. جناب نیساںؔ اکبرآبادی

تذکرۂ اہلِ بیت جس کا تھا شغلِ سخن
خلد میں وہ آگیا شاعرِ شیریں نوا

1975ء

7. جناب خلشؔ پیر اصحابی:

الف سے الم کے خلش اب تو یوں
ہے لکھا غم حجم دائم رہا

1395ھ = 1394 + 1

8. جناب باقرؔ امانت خوانی:

اس طرح باقرؔ نے کھینچا منظرِ سالِ وفات
اب فلک سے شاعری کے حجم ٹوٹا جلوہ ریز

1975ء

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

9. پروفیسر فیضی:

بتائید الٰہی یہ شرف فیضی انہی کا تھا
عزادارِ شہید کربلا تھے نجم آفندی

1975ء

10. جناب شائق زیدی:

رہے وہ اے شائق بہ تجمل — شاعرِ اہل بیت جہاں میں
پڑھتے ہوئے آیاتِ ماتم — نجم گئے ہیں باغِ جناں میں

1395ہجری

11. جناب فضل الدین فدا

تعزیت نامہ پاسدار اہل حق

1395ہجری

وفاتِ حسرت آیات جلیل القدر

1975ء

مرجع کرم خسرو فہیم دانش

1975ء

برگزیدۂ رحمٰن نازش ملت نجم آفندی اعلی اللہ مقامہ

1975ء

وحید زماں بلند آستاں نور اللہ مرقدہ

1395ہجری

یہ صدمہ کس قدر غم آفریں ہے — نظر بے چین دل اندوہ گیں ہے
فدا لکھ نجم کی تاریخ رحلت — بلا شک ساکنِ خلدِ بریں ہے

1395ہجری

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

تعداد کل کلام مطبوعہ اور غیر مطبوعہ

علاّمہ نجمؔ آفندی

نمبر شمار	صنفِ سخن	تعداد	تعداد اشعار
.1	غزلیں	195	1932
.2	رباعیات	591	1182
.3	قطعات	498	1001
.4	نعت	16	304
.5	قصاید	81	2519
.6	سلام	107	1375
.7	مراثی	3 (209 بند)	627
.8	نوحے	144	2237
.9	تاثیر زیارات	10	128
.10	متفرقات	83	1036
.11	ہندی کلام	18	458
کل اشعار = (12799)			

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جناب امیر امام حُر

نجم آفندی کی ہندی شاعری

جناب نجم آفندی سے مجھے پہلی بار شرف زیارت جب حاصل ہوا جب وہ لکھنؤ کے 1939ء والے شیعہ ایجی ٹیشن کے بعد جیل سے نکل کر آئے اور بجائے حیدرآباد دکن واپس جانے کے لکھنؤ ہی میں قیام کو ترجیح دی۔ میرے خالو صاحب، جناب سید حسن مہدی (برادر جناب سید محمد مہدی، رابطہ صاحب پیر پور) سے جناب نجم آفندی کی ملاقات اور تعارف غالباً جیل میں ہوا تھا۔ چنانچہ انھوں نے موصوف سے گزارش فرمائی کہ ان کے بڑے بیٹے، سید حسین مہدی سلمہ کو اردو اور فارسی کی تعلیم اور ادبی تعلیم دے دیں۔ اس سلسلے میں جناب نجم آفندی کا قیام محمود آباد ہاؤس، قیصر باغ میں تقریباً دو سال رہا، جس کے بعد وہ پھر حیدرآباد دکن واپس چلے گئے۔

اس دو سال کی قلیل مدت میں میں نے جناب نجم آفندی کو کافی قریب سے دیکھا۔ البتہ اس زمانے میں میری عمر اتنی نہ تھی کہ موصوف کی ادبی شخصیت کی پوری معرفت حاصل کرتا۔ (میری ولادت جنوری 1928ء کی ہے اور میں اس دوران میں لڑکپن اور نوجوانی کے درمیان میں تھا) لیکن نجم آفندی کی ادبی و شعری شخصیت سے بغیر تھوڑا بہت متاثر ہوئے، شاید ہی کوئی اس زمانے میں رہا ہو۔

جناب سید آلِ رضا صاحب دام مجدہٗ، جناب جوشؔ اور جناب نجمؔ، یہ تینوں حضرات اس زمانے میں مرثیہ سرائی شہدائے کربلا کو اپنے اپنے مخصوص و منفرد انداز میں ایک نیا رنگ دے رہے تھے۔

انیسؔ و دبیرؔ، و عشقؔ و تعشقؔ و اوجؔ و نفیسؔ کے زمانے سے لے کر ان تینوں حضرات یعنی سید آلِ رضاؔ، جوشؔ اور نجمؔ آفندی کے عہد تک جو فکری و ادبی تغیرات تمام دنیا میں اور برصغیر میں واقع ہو چکے تھے اس سے کوئی سماج اور مجمع بغیر متاثر ہوئے نہیں رہ سکتا تھا۔ ہمارے زمانے تک وہ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

سابق اودھ کا افق پھیل کر عالمی بن چکا تھا۔ انگریزی تعلیم، انگریزی اردو، عربی اور فارسی زبانوں کی کتابوں کی طبع ونشر و اشاعت، اخباروں اور پھر ریڈیو کی خبروں کے ذریعے سے دنیا بھر کی اطلاعات اور معلومات وغیرہ، ان سب کا لازمی نتیجہ ہمارے اذہان کے آفاق کی غیر متوقع توسیع تھی اور اب ہم سب ہی اس کے قبل والی ذہنیتوں کو قبول کرنے کے لیے آمادہ نہ تھے، لیکن ایک تخلیقی ذہن اور ادبی صلاحیت والی شخصیت میں اور ہم سب کے ذہن اور صلاحیت میں یہی فرق ہوتا ہے کہ چاہے احساس کم وبیش ہم سب کو ہو، لیکن قیادت وہی کرتے ہیں جن میں غیر معمولی تخلیقی استعداد ہوتی ہے۔

چنانچہ مرثیہ سرائی شہدائے کربلا میں جن حضرات نے ہمارے عہد میں اس تخلیقی کام اور ادبی قیادت کو پورا کیا، ان میں ان تینوں حضرات یعنی سید آل رضاؔ، جوشؔ اور نجمؔ آفندی کو شاید اولیت حاصل ہے۔

جناب نجمؔ کی مرثیہ سرائی، سید آل رضاؔ اور جوشؔ دونوں حضرات سے مختلف انداز رکھتی ہے۔ جوشؔ کی مرثیہ سرائی ان کی انقلابی شاعری اور ان کی آزادفکری کی ایک تحدید ہے۔

سید آل رضاؔ کی مرثیہ سرائی اور نجمؔ آفندی کی مرثیہ سرائی اس بات میں مشترک نظر آتی ہے کہ دونوں کے یہاں بے انتہا خلوص وعقیدت کا گہرا احساس ہوتا ہے، لیکن جہاں سید آل رضا کے مراثی میں لکھنؤ کی زبان کی مٹھاس کے ساتھ ساتھ نئے خیالات و افکار کی تازگی ہے، وہاں نجمؔ آفندی کی مرثیہ سرائی میں ہندی زبان کے ادب کے اثرات اور ہندوستان کی دنیا کی انفرادیت زیادہ محسوس ہوتی ہے۔ ممکن ہے کہ یہ میرا ذاتی تاثر پورے طور پر معروضی نہ ہو، لیکن مجھے ہمیشہ نجمؔ آفندی کی ہندی زبان میں مرثیہ سرائی، ان کی اردو زبان کی مرثیہ سرائی سے زیادہ موثر محسوس ہوئی۔

کم از کم امیر خسروؔ کے عہد سے لے کر اب تک جو ہندی ادب مسلمانوں کے دوران حکومت میں اور پھر انگریزی حکومت اور آزادی برصغیر کے عہد میں وجود میں آیا ہے، وہ خود بہت وسیع اور متنوع ہے۔ کبیر داس کے دوہوں سے لے کر نالی جی (جمیل الدین عالیؔ) کے دوہوں تک جو ہندی ادب ہمارے سامنے ہے، وہ کسی طرح اردو ادب سے کم ادبی اہمیت نہیں رکھتا۔ آرزوؔ لکھنوی کی خالص اردو اسی ہندی ادب اور اردو ادب کے درمیان ایک نہایت دلچسپ تجربہ ہی نہیں

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہے، بلکہ ایک بہت شگفتہ ادبی تخلیق ہے۔ آرزو لکھنوی کی ''سریلی بانسری'' جو خالص اردو میں نظموں کا گلدستہ ہے، اپنی شیرینی زبان اور لطافتِ احساس میں آپ اپنا جواب ہے۔ اس میں دو نظمیں قابلِ توجہ ہیں جو ایک ہی زمین میں تو ہیں لیکن ایک عاشقانہ غزل ہے اور دوسری رثائی نظم ہے۔ قافیہ برسا، ٹھہرا، وغیرہ اور ردیف پانی۔ اور اس مشکل زمین میں اور برخود غائد کردہ خالص اردو کی قید کے باوجود، یہ دونوں بے تکلف انداز اور برجستگی و بیساختگی میں آمد کا ایک حیرت انگیز نمونہ ہیں۔

نجم آفندی نے ہندی زبان میں جو مرثیہ سرائی کی ہے وہ بھی اسی طرح آمد میں آپ اپنی مثال ہے اور ساتھ ہی ساتھ ان کی ہندی زبان کی مرثیہ سرائی میں ان کی خلوصِ عقیدت اور بھی زیادہ اس لیے واضح نظر آتی ہے، چونکہ ہندی زبان کی سادگی اور بیساختگی نجم آفندی کی شاعری کی اس خصوصیت کو اور بھی زیادہ اجاگر کر دیتی ہے۔ اس کا دوسرا سبب شاید یہ بھی ہو کہ نجم آفندی کی مرثیہ سرائی کا جو مقصد تھا وہ بلغ تھا اور اردو سے زیادہ یہ مقصد ہندی کے ذریعے حاصل ہوتا تھا۔ ان کو اس کا شدید احساس تھا کہ ایک زمانہ وہ آئے گا جب دنیا بھر حسین ابنِ علی اور ان کے رفقاء کی شہادت کے پیغام اور مقصد کو سمجھ کر دکھ اور درد کی دنیا سے پوری طرح ہمدردی کا احساس کرنے لگے گی۔ لیکن ایک ہندوستانی کی حیثیت سے اور برصغیر کے ایک باشندے ہوتے ہوئے نجم آفندی کو شاید یہ محسوس ہوتا ہوگا کہ ان کا پہلا فریضہ یہ ہے کہ ہندوستان کی اکثریت کو اسلام کی اس دکھ بھری کہانی، یعنی واقعہ کربلا سے آگاہ کریں اور اس مقصد کے لیے ہندی زبان سے زیادہ کوئی اور زبان مناسب نہ تھی۔ شاید یہی سبب ہے کہ جیسا مجھے ذاتی طور پر محسوس ہوتا ہے، نجم آفندی کی ہندی زبان کی مرثیہ سرائی، ان کی اردو زبان کی مرثیہ سرائی سے بھی زیادہ مؤثر ہے۔

نجم آفندی کی اس فکر و نظر کا ثبوت ان کی ایک نثری تصنیف سے بھی ملتا ہے جو انھوں نے بعنوان ''حسین اور ہندوستان'' اس موضوع پر لکھی ہے کہ جناب سید الشہداء کا ایک ارادہ یہ بھی تھا کہ اگر انھیں تبلیغ اسلام کے لیے ہندوستان جا کر اخلاق حسنہ سے اسلام کی دعوت دینا ہو تو انھیں جانے کا موقع دیا جائے۔

نجم آفندی کی ہندی زبان کی مرثیہ سرائی کی جو مثالیں اس وقت تک میری نظر سے گزری ہیں ان میں من جملہ ''اسلام پوتھی'' ''کربل نگری'' کے، جو اس بات کا ثبوت ہیں کہ جو کچھ ماقبل

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کی سطروں میں کہا گیا ہے، غلط نہیں ہے۔ ''دکھ کا ساگر'' ''کھیون ہار'' ''حسینیؑ سیوا'' ''پریم پنتھی'' اور ''دھرم پربت'' بھی ہیں۔ اول الذکر نسبتاً طویل ہیں لیکن آخر الذکر بہت درد بھری اور موثر ہیں۔ ان میں سے چند اشعار کا اقتباس بطور مثال اور بغرض شواہد، قارئین ملاحظہ فرمائیں کہ آیا جو کچھ اوپر کی سطروں میں عرض کیا گیا ہے، وہ درست ہے یا نہیں۔

کربل بن سے چلے مسافر باجت کوچ نقارا ۔۔۔ ایک اک سیس انی پر چمکے چمکے جیسے تارا
سب سے لانبی برچھی پر وہ سیس حسینؑ سوامی کا ۔۔۔ بھرے پُرے سنسار میں جس کو بھوکا پیاسا مارا
پریم کی نیاؔ ڈوب رہی تھی کیسی پار لگائی ۔۔۔ اپنے لہو میں ڈوب کنارے لایا کھیون ہارا
جان گئے پردیسی دیسی جھوٹی سانچی مہما کو ۔۔۔ ہار ہے کس کی جیت ہے کس کی مان گیو جگ سارا
ہنس ہنس دکھ کی کڑیاں جھیلیں جگ کو یہ اُپدیش دیا ۔۔۔ اپنے دم کا آس بھروسہ مالک نام سہارا
نگری نگری دھوم مچی ہے واہ حُسینؑ بابا کی ۔۔۔ کربل بن میں دیا جلایو سارا جگت اجیارا

(کھیون ہار)

اندھیارا پاپ کے بادل کا سنسار پہ جب چھا جاتا ہے
اک چاند سروپی سورج روپی مکھڑا درس دکھاتا ہے
جب مایا جگ کو کھاتی ہے جب اُن کی بِپتا آتی ہے
جب مالک آنکھ بدلتے ہیں اک بندہ آڑے آتا ہے
اک جینا مرنا اُن کا ہے جو جیتے ہیں مرجاتے ہیں
اک جینا مرنا اُس کا ہے جو مر کے امر ہوجاتا ہے
جاگی ہوئی کب کی آنکھیں تھیں خنجر کے تلے بھی آہ نہ کی
سکھ نیند اُسی کو آتی ہے جو سوتی قوم جگاتا ہے
بھاشا کے رسیلے شبدوں میں دکھ روپ کہانی کربل کی
محنت یہ سوارت ہو تجھی یوں کون کسے سمجھاتا ہے

(دھرم پربت)

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

شبیر کے تن کی بستی میں شیرؑ کا من کیا ہیرا تھا
اس دیپ کی لَو بڑھتی ہی رہی آنکھوں میں اندھیرا چھائے گیا
سنتے ہیں کہ دھرتی کانپ گئی تلوار وہ کی تلوار یئے نے
جو بھور سے لے کر سانجھ تلک لاشیں ہی اٹھا کر برسائے گیا
کیا تیروں کی بوچھاروں میں اُپدیش کی میٹھی باتیں تھیں
سب اپنے لہو کے پیاسوں پر وہ امرت بیل برسائے گیا
سنسار کو ست کی شکتی سے گھر بار لٹا کر موہ لیا
سودا ہے ذرا اک جوکھم کا جو کھوئے گیا وہ پائے گیا
اب جا کے ہمالہ پربت سے لَے ماتم کی ٹکراتی ہے
اس دیس کی تجھی دور بلا جس دیس پہ یہ غم چھائے گیا

(پریم پنتھی)

جی دے کے یہ سورگباش ہوئے کوفے کے ادھرمی ناش ہوئے
شیرؑ کا بول بالا رہا اسلام کی اونچی بات رہی
سانچے ہی رہے جو سانچے تھے یاں سانچ کو کوئی آنچ نہیں
دشمن ہی کو سب نے دوش دیا اور ان کے لیے صلوات رہی
ایشر کی دیا لہرائے گی آکاش کی بانی آئے گی
دکھ درد کی جتنی دھوپ بڑھی سنتوش کی بدلی چھات رہی
اب راجا پرجا چوکھٹ پر سب سیس نوائے بیٹھے ہیں
جب چھوڑ کے دنیا دین لیا دنیا بھی انھیں کے ہات رہی
جب آئے حسینی سیوا میں سب ہندو مسلم ایک ہوئے
مل جائیں گے جی دل بھی کبھی جب اُن کی نجر پر بات رہی

(حسینی سیوا)

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

سنسار کا چاہا اُس نے بھلا کٹوادیا کنبے بھر کا گلا
شیرؔ کے من کے سانچے میں کرتار نے بھگتی ڈالی تھی
مارے گئے ست کی سیوا میں دھنباد ہے ایشر بھگتوں کو
مکھڑوں پہ لہو کی لالی سے بڑھ بڑھ کے خوشی کی لالی تھی
یہ جی سے گزرنے والے تھے یہ بات پہ مرنے والے تھے
کب موت سے ڈرنے والے تھے سو بار کی دیکھی بھالی تھی

(دکھ کا ساگر)

ان مثالوں سے یہ ثابت ہو جائے گا کہ ہندی زبان میں تجم آفندی نے بڑی غیر معمولی کامیابی کے ساتھ ان باتوں کو کہا ہے جو ہم شاید اردو ہی میں ادا کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں، اور ان کی اس کامیابی میں ان کے اِس خلوص کا بڑا حصہ ہے جو ان کا تبلیغی مقصد تھا یعنی حسینیؑ پیغام اور اسلامی اصول کو آفاقی و عالمی ثابت کر کے اُس کی طرف دعوت دینا۔ لیکن جس طرح ہر اچھی بات پہلے اپنے نزدیک ترین لوگوں سے کہی جاتی ہے اور اس کا ثبوت خود اسلام کی تاریخ کے اس اہم واقعے یعنی دعوت عشیرہ سے ملتا ہے، اسی طرح تجم آفندی نے یہ ضروری سمجھا کہ اپنے وطن یعنی ہندوستان کی اکثریت کو مخاطب کر کے حقیقی اسلام کے اصول کو ان کے لیے اجاگر کریں اور اس کے لیے دو باتیں ضروری تھیں، ایک تو واقعات و امور دین سے سب سے اہم واقعے کا انتخاب، جو ان کی نظر میں واقعۂ کربلا ثابت ہوا اور دوسرے زبان کا انتخاب، جو ظاہر ہے کہ اکثریت کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہندی زبان ہی مناسب تھی۔

''اس میں کوئی شک نہیں کہ تجم آفندی نے اپنے ان فیصلوں میں بڑی بصیرت سے کام لیا اور ہمیں ان کی اس بصیرت اور اس کے ساتھ ساتھ ان کی شاعری کی خوبیوں کا قائل ہونا پڑے گا۔''

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

نجمؔ آفندی
کا
ہندی کلام

.1	کربل نگری	(115) اشعار
.2	اسلام پوتھی	(158) اشعار
.3	جگت گرو	(9) اشعار
.4	کھیون ہارا	(12) اشعار
.5	دکھ کا ساگر	(11) اشعار
.6	پریم پنتھی	(11) اشعار
.7	دھرم پربت	(14) اشعار
.8	حسینیؑ سیوا	(11) اشعار
.9	پریم کہانی	(11) اشعار
.10	ست کی سیوا	(16) اشعار
.11	ست جگ کا ستارہ	(26) اشعار
.12	درشن کا اُجالا	(12) اشعار
.13	قیدی کا راگ	(6) اشعار
.14	کوچ کا ڈنکا باجت ہے	(7) اشعار
.15	آؤ سہیلی جیل چلیں	(8) اشعار
.16	پنتھ نارا کے دن	(7) اشعار
.17	حسینیؑ درشن	(12) اشعار
.18	پردیسی	(12) اشعار

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کربل نگری

سن ساٹھ تھا سنسار میں ڈالے ہوئے ڈیرا
چھایا ہوا تھا پاپ کے بادل کا اندھیرا

بھولا ہوا تھا پالنے والے کو زمانہ
دھرتی پہ غریبوں کا نہ تھا کوئی ٹھکانہ

اسلام تھا اک خون میں ڈوبا ہوا لاشہ
روزوں کی ہنسی تھی تو نمازوں کا تماشہ

شیطان کے بندوں نے مٹا رکھا تھا اسلام
تلوار کی شکتی کو بنا رکھا تھا اسلام

سکھ روگ کی اگنی میں تھیں دہکی ہوئی نظریں
مایا کے چمتکار سے بہکی ہوئی نظریں

ہر بات بناوٹ تھی تو ہر کام میں تھا کھوٹ
سونے کی ملاوٹ سے تھا جیون میں نرا کھوٹ

انیائے کا تھا راج تو اپرادھ کی تھی جے تھی
قرآن کے اُپدیش کی بدلی ہوئی لے تھی

چھوڑے ہوئے ست دھرم کی چاہت کو یزیدی
سنگھوائے ہوئے بیٹھے تھے دولت کو یزیدی

عزت کا غریبوں کے لیے کال پڑا تھا
مایا کا جو مالک تھا وہی سب میں بڑا تھا

دنیا کے مزے ظالمِ شامی کے لیے تھے
کمزور، اہیروں کی غلامی کے لیے تھے

ہاتھوں میں نہ کس بل تھا نہ تھی خون میں گرمی
دس بیس جو دھرمی تھے ہزاروں تھے ادھرمی

کہلاتی تھی اچھی وہی، جو بات بُری تھی
اچھائی کی گردن میں حکومت کی چھری تھی

بے رحم نگاہیں یہ مزے لوٹ رہی تھیں
مزدور کے سینے کی رگیں ٹوٹ رہی تھیں

لائی تھیں مہا پاپ کی برسات شرابیں
پانی کی طرح اُڑتی تھیں دن رات شرابیں

سنسار نظر آیا جو اُپدیش کا پیاسا
کوفہ کو چلا گھر سے محمدؐ کا نواسا

لچھا تھی کہ گرتی ہوئی دیوار سنبھالے
اللہ کے بندوں کو بُرائی سے بچالے

تلوار نہ رستہ میں اُٹھائی تھی کسی پر
لڑنے کا نہ ساماں نہ چڑھائی تھی کسی پر

لپٹے تھے وہ چرنوں سے جو تھے چاہنے والے
کچھ ساتھ کے کھیلے ہوئے، کچھ گود کے پالے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ساتھی بھی وہ پائے جو رِشی اور مُنی تھے
بچے بھی تو اس گھر کے گیانی تھے گُنی تھے

بھارت کے بَسیانہ اُنہیں ہاتھ سے کھوتے
کہلاتے وہ اوتار جو اس دیش میں ہوتے

شبیرؑ کے قبضہ میں تھا لشکر نہ ریاست
سچائی کی پونجی تھی اور اولاد کی دولت

کرتار کی مایا تھی نہ اپنی نہ پرائی
بیٹا تھا برابر کا برابر کا تھا بھائی

مائی کی کمائی تھی بہن کے تھے دُلارے
دھرتی میں چمکتے ہوئے آکاش کے تارے

سب چھوٹے بڑے مل کے تھے گنتی میں بہتّر
اتنے ابھی کم سِن تھے کہ جھولے میں تھے اصغرؑ

اٹھارہ برس والے تھے نانا کی نشانی
تھی روپ میں اکبرؑ کے پیمبرؐ کی جوانی

سب کہتے تھے ماں باپ کے سائے میں بڑھیں گے
کنبہ کو یہ آشا تھی کہ پروان چڑھیں گے

پردہ میں تھیں کچھ بیبیاں چہروں کو چھپائے
سہمے ہوئے بچوں کو کلیجہ سے لگائے

یثرب سے نکل کر کہیں آرام نہ پایا
رستہ وہ کٹھن جس میں نہ پانی تھا نہ سایا

وہ دھوپ کڑی اور وہ گرمی کا مہینہ
بہتا ہوا وہ چاند سے ماتھوں سے پسینہ

مُرجھائے ہوئے دھوپ میں تھے، پھول سے چہرے
سنولائے ہوئے روپ میں تھے، پھول سے چہرے

کوفہ بھی نہ پہنچے تھے ابھی سیدِ والا
رستہ میں ملا شام کے حاکم کا رسالہ

تھی شہر میں شبیرؑ کے جانے کی مناہی
ناکہ پہ تھے ایک ہزار ایک سپاہی

آپے میں مگر کوئی نہ چھوٹا نہ بڑا تھا
اک ایک جواں موت کے چکر میں پڑا تھا

تپتا تھی کڑی دن کو نظر آتے تھے تارے
جنگل میں پڑے پھرتے تھے سب پیاس کے مارے

جانے کو تھیں پانی کے لیے ہاتھ سے جانیں
گھبرا کے نکل آئی تھیں ہونٹوں پہ زبانیں

سردار بھی، لشکر بھی تھا جینے سے نراسا
رحم آگیا سیدؑ کو انہیں دیکھ کے پیاسا

پُن کر کے بھی شرمائے جو داتا ہو تو ایسا
دشمن پہ ترس کھائے جو داتا ہو تو ایسا

ہونٹ اس کے ہلے کھل گئے مشکوں کے دہانے
اِک آن میں سب اُٹ گئے پانی کے خزانے

برکھا کی جھڑی بن کے برستا رہا پانی
سوکھے ہوئے جنگل کی زمیں ہوگئی دھانی

کیا دل تھا کہ اپنے لیے قطرہ نہ بچایا
سب پی چکے جب گھوڑوں کو اونٹوں کو پلایا

جب پیاس بجھی بھول گئے موت کا آنا
گن ایک نے بھی جان بچانے کا نہ مانا

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جان آگئی دیہی میں یہ دو گھونٹ جو پی کے
پہنچا دیا مقتل میں نواسۂ کو نبیؐ کے

پردیس میں دھوکے سے بلا کر اُسے مارا
احسان کا یوں بھی کوئی کرتا ہے اُتارا

جلتی ہوئی ریتی پہ بسے پیاس کے مارے
خیمے بھی نہ رہنے دیے ندی کے کنارے

سب گھاٹ کو روکے ہوئے بے شرم کھڑے تھے
تپتے ہوئے میدان میں مہمان پڑے تھے

پھر فوج پہ فوج آنے لگی شام نگر سے
بصرہ سے کبھی اور کبھی کوفے کی ڈگر سے

ایسی ہوئی جنگل میں ستم گاروں کی بھرتی
تلواروں کی جھنکار سے ہلنے لگی دھرتی

بھر مار تھی کوفہ سے یہ کربل کی زمیں تک
چالیس ہزار آئے محرم کی نویں تک

بھرپور تھے اِن جل سے اُدھر دشمنِ جانی
یاں ساتویں تاریخ سے کھانا تھا نہ پانی

حاکم کا سندیسہ تھا کہ مرنے کی نہ ٹھانو
جان اپنی ہے پیاری تو حکومت مری مانو

سو طرح کی تکلیف تھی سو پھیر پڑے تھے
پر بات پر اپنی یہ جواں مرد اڑے تھے

ساونتوں نے کس ٹھاٹھ سے یہ رات گزاری
سب موت کی سیوا میں رہے سَت کے پجاری

ایک ایک کو تھی فکر کہ ہتھیار سنواریں
دیکھی گئیں پرکھی گئیں تلواروں کی دھاریں

سب کرتے تھے سَت دھرم پہ مرنے کی دعائیں
بچوں کو اُدھر خیمہ میں سمجھاتی تھیں مائیں

دیکھو کہیں میدان میں عزت نہ گنوانا
دو جگ کو رہے یاد وہ تلوار چلانا

دسویں کی ہوئی صبح تو دولہا سا بنا کر
بھیجا انہیں ماں بہنوں نے ہتھیار سجا کر

کیا دیکھنے کا ذکر ہے سننے میں نہ آئی
چالیس ہزار اور بہتر کی لڑائی

مولا کا سپاہی نہ بڑھا تھا کوئی صف سے
تیر آئے پہل ہوئی دشمن کی طرف سے

شبیرؑ نے پھر بڑھ کے یہ اُپدیش سنایا
تم نے مجھے خط لکھ کے ہے مہمان بلایا

گردن پہ نہ لو خون یہ سودا نہیں سستا
میں ہند چلا جاؤں گا دیدو مجھے رستا

اُس فوج کے افسر نے سُنی جب کہ یہ بانی
رستہ میں جسے آپ نے پلوایا تھا پانی

شرما گیا کرنی پہ کہ ہردے میں دیا تھی
مرنے کے لیے ہوگیا شبیرؑ کا ساتھی

اک بیٹا تھا، اک بھائی تھا اور ایک تھا چاکر
سب ساتھ ہوئے پریم ڈگر سامنے پاکر

اُس فوج سے اللہ کے پیارے نکل آئے
بادل کو ہٹا کر یہ ستارے نکل آئے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

سو روک پہ بے کام کئے رہ نہیں سکتی
سنسار سے کہہ دو کہ یہی ست کی ہے شکتی

سونے کی طرح ست کی کسوٹی پہ کھرے تھے
پہلے یہی رَن ویر جواں لڑکے مرے تھے

جب ٹھن گئی ایک ایک بھی دو دو بھی سدھارے
ایک ایک نے سو سو کو کیا گور کنارے

کم سن تھے جو بچے وہ بہت رن میں اڑے ہیں
دن کھیلنے کے جن کے تھے کیا کیا وہ لڑے ہیں

جس ماں کا گیا لال وہ دروازے پر آئی
لکھا ہے کہ خود پردے سے دیکھی ہے لڑائی

سنتے چلے آئے ہیں کہ ایسا بھی تھا کوئی
شبیرؑ کے انصار میں دولہا بھی تھا کوئی

اِس عمر میں یوں موت بھلا کس نے ہے چاہی
سو سال کے بوڑھے بھی تھے آقا کے سپاہی

وقت آتے ہی ہونے لگیں بپتا میں نمازیں
پڑھنے لگے سب تیروں کی برکھا میں نمازیں

سینوں کو سپر کر دیا ہر تیر کے آگے
دو ویر کھڑے ہوگئے شبیرؑ کے آگے

اِک مرگیا اُن میں کا مگر منہ کو نہ موڑا
دم توڑ دیا پریم کے بندھن کو نہ توڑا

عباسؑ سا اب ایک بھی شیدائی نہ ہوگا
سوتیلا تھا ایسا کہ سگا بھائی نہ ہوگا

کانپی ہے زمیں نہر کی رن ایسا پڑا ہے
جب گھاٹ پہ مشک اور عَلَم لے کے لڑا ہے

سرکائے تو اِس ڈھب سے کوئی فوج کا ریلا
دریا کوئی چھینے تو ہزاروں سے اکیلا

دریا پہ جو پیاسا کوئی رہ جائے تو مانیں
پانی نہ پیے پیاس میں دو دن کی تو جانیں

پانی کو وفادار نے منہ بھی نہ لگایا
بچوں کے لیے مشک بھری اور پلٹ آیا

پھر فوج سمٹ آئی علم دار کو گھیرا
تیر اتنے چلے چھا گیا جنگل میں اندھیرا

آس اُس نے نہ دی ہاتھ سے ہاتھوں کو کٹا کر
ساونت بڑھا مشک کو دانتوں میں دبا کر

نکلا ہے کبھی اور کبھی فوجوں میں گھرا ہے
جب تیر پڑا مشک پہ گھوڑے سے گرا ہے

اکبرؑ کا وہ روپ اور وہ مر جانے کا ارماں
خیمہ سے نکل آیا تھا جنگل میں چندر ماں

کِس شوق سے ماں باپ نے دیکھی ہے لڑائی
بابا نے جواں بیٹے کی خود لاش اٹھائی

کیا دُکھ سے بھری ہے علی اصغرؑ کی کہانی
دو دن سے ملا تھا نہ جسے دودھ نہ پانی

شبیرؑ نے خیمہ سے اُسے گود میں لاکر
سب فوج کو دکھلا دیا ہاتھوں پہ اُٹھا کر

کارن تھا کہ شاید کوئی جان اس کی بچا دے
دو بوند سسکتے ہوئے بچے کو پلا دے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

سب نے کیے مرجھائے ہوئے پھول کے درشن
سنتے ہیں کہ منہ پھیر کے رونے لگے دشمن

پانی کی دیا ایک کے دل میں بھی نہ آئی
اک تیر سے بچے کی ہوئی دودھ بڑھائی

دم توڑ دیا باپ کے ہاتھوں پہ اُچھل کر
سنسار سے پیاسا ہی گیا خون اُگل کر

ایسا کبھی اپرادھ نہ دنیا میں ہوا تھا
دیکھا تھا نہ آنکھوں نے نہ کانوں نے سنا تھا

بچہ کی یہ سج دھج تھی یہ سُمرن تھی پتا کی
اتنا ہی کہا منہ سے جو مرضی ہو خدا کی

اب لڑنے کے قابل کوئی چھوٹا نہ بڑا تھا
اِک چاند تھا بیمار جو خیمہ میں پڑا تھا

نردوش کو ناچار کو پایا جو اکیلا
کھینچے ہوئے تلواریں بڑھا فوج کا ریلا

اب شیر نے انگڑائی لی اور باگ سنبھالی
بجلی سی چمکتی ہوئی تلوار نکالی

سر سینکڑوں ہر وار میں تلوار نے رولے
برکھا ہوئی لوہو کی برسنے لگے اولے

زخمی نے مسافر نے زمیں رن کی بلادی
پیاسے نے بڑی دور تلک فوج بھگادی

وقت آیا شہادت کا تو بے خوف ٹھہر کر
سجدے میں جھکا خاک پہ گھوڑے سے اُتر کر

بادل کی طرح چھاگئے بھاگے ہوئے مکار
بیکس پہ برسنے لگی تلوار پہ تلوار

مجبور اُسے دیکھ کے بے بس اُسے پاکے
سر کاٹ لیا شمر نے سجدہ میں خدا کے

پھر لوٹ پڑی آگ لگائی گئی گھر میں
آکاش تلے یوں نہ لُٹا کوئی سفر میں

کچھ بی بیاں، بچے کئی نازوں کے پلے تھے
سب ایک ہی رسی میں غریبوں کے گلے تھے

باندھا گیا اک اونٹ پہ بستر سے اٹھاکر
بیمار کو بھی لے گئے زنجیر پنہا کر

غم ہے اُسی مظلوم کا ماتم ہے اُسی کا
تیرہ سو برس سے یہ محرم ہے اُسی کا

شیرؔ نے اس دیس کو جب یاد کیا تھا
اسلام کا بھارت میں پتہ تھا نہ سرا تھا

کوئی تو ہے اس دیس سے مظلوم کا بندھن
کیوں ورنِ حسینی ہے یہ دت قوم کا بامن

کچھ بھید ہے جو سوگ میں جوگی سے بنے ہیں
ہندو اِسی دھرتی پہ عزادار گھنے ہیں

اب تک جو ہیں انجان کچھ ایسے بھی ہیں بھائی
ہو جاتی ہے مظلوم کے ماتم پہ لڑائی

بھول اپنی ہے ہردے میں جو یہ گرد جمی ہے
دوش ان کا نہیں اپنی ہی کوشش میں کمی ہے

جو حال سنانا تھا سنایا نہیں ان کو
مہماں کا جنازہ ہے بتایا نہیں ان کو

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

بھارت کے کچھوتو اور اچھوتو اِدھر آؤ　　مہمان کے تابوت کو سب مل کے اُٹھاؤ
خود اس نے کیا تھا اِدھر آنے کا اشارا　　مہماں جو ہمارا ہے وہ پہلے ہے تمہارا
ہر سال وہ آتا ہے محبت کو بڑھانے　　آپس میں گلے ہندو و مسلم کو ملانے
مہمان کا یوں کرتے ہیں آدر یہ دکھاؤ　　شبیرؑ کی جے بول کے دنیا کو ہلا دو

پھر سے خون مسلماں کا نہ ہندو کا بہے گا
شبیرؑ کے صدقے میں سدا میل رہے گا

اسلام پوتھی

اللہ بناوے اسے آکاش کی بانی　　کہنی مجھے بھاشا میں ہے اسلام کہانی
لکھی نہ گئی کوئی جو اس طرح کی پستک　　اسلام کو سمجھے نہیں اِس دیش کے سیوک
چرچے ہیں کہ پھیلا ہے یہ تلوار کے بل پر　　استھان ہے بے نیو کی دیوار کے بل پر
سب ڈھونڈ رہے ہیں اُسے شیشہ کے نگر میں　　شاہی کے ناچار ہیں دنیا کی نظر میں
اس روپ میں سَت دھرم کا پیغام نہیں ہے　　مایا کے چمتکار میں اسلام نہیں ہے
سچائی کی شکتی کا مہا کاج ہے اسلام　　سمجھے جو کوئی تو جگتا راج ہے اسلام
اِس دھرم کا دنیا میں سندیسا تھا جب آیا　　قابو میں غریبوں کی نہ مایا تھی نہ کایا
کمزور کو آرام نہ باہر تھا نہ گھر میں　　اندھیر ہی اندھیر تھا سنسار نگر میں
وہ دن تھے کہ ڈھونڈے نہیں ملتی تھی بھلائی　　چھائی ہوئی تھی سارے زمانے میں بُرائی
سچائی کا پرچار نہ آدر تھا نہ دکھن　　بگڑے ہوئے مدت سے تھے انسان کے لچھن
چمکا جو عرب دیش کی قسمت کا ستارا　　کرتار نے آکاش سے اِک نور اُتارا
مکہ میں رسالت کی بچھائی گئی مسند　　پیدا ہوئے ہاشم کے گھرانے میں محمدؐ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اِس طرح دُلہن بھی کوئی دیکھی نہ سنورتی
مکھڑے کی پڑی چھوٹ تو جگمگ ہوئی دھرتی

کیا جانیے کس بھیس میں کس رُوپ میں آیا
سنتے ہیں کسی آنکھ نے دیکھا نہیں سایا

چھ سال میں ماں باپ جو پرلوک سدھارے
بچپن سے لڑکپن ہوا دادا کے سہارے

جب سر سے اُٹھا آپ کے دادا کا بھی سایا
اِک اور پریمی نے کلیجے سے لگایا

بچوں سے زیادہ یہ بھتیجے پہ فدا تھا
پالا ابو طالبؑ نے جو حضرت کے چچا تھے

چھوٹے ہی سے سن میں تھیں سمجھ بوجھ کی باتیں
کہتے تھے بڑے سوچ میں دن ہوں کہ ہوں راتیں

دیا کی طرح سب کی نگاہوں میں بھلا تھا
یہ چار برس گھر میں حلیمہ کی پلا تھا

سُندر تھا جو ہر کام تو ہر بات تھی بالا
دایہ کو یہ اچرج تھا کہ بچہ ہے نرالا

بے وقت نہ کھایا کبھی، بے وقت نہ سویا
مچلا نہ کبھی دودھ کے کارن نہ وہ رویا

اِس چاند میں آنکھوں نے کوئی کھوٹ نہ پائی
جو من کی صفائی تھی، وہی تن کی صفائی

بھولے سے کبھی اپنی بڑائی نہ جتائی
بیٹوں کو حلیمہ کے سمجھتا رہا بھائی

باتیں نہ گھمنڈی کبھی ہردے میں سمائیں
یوں ساتھ دیا اُن کا کہ بھیڑیں بھی چرائیں

بچوں کی طرح اُس نے کوئی کھیل نہ کھیلا
اُس کے لیے دنیا میں تماشہ تھا نہ میلا

گاہک تھا وہ ہر آن غریبوں کی خوشی کا
سنسار میں دُکھ دیکھ نہ سکتا تھا کسی کا

بیتا وہ لڑکپن کا سمے آئی جوانی
انسان کے جیون کی گھڑی سب سے سُہانی

نردوش تھی جو پھول کی چندن کی طرح سے
جو پاک رہی صبح کے دامن کی طرح سے

ستونت تھا ایسا جسے دُشمن نے بھی مانا
صادق اُسے بچپن سے ہی کہتا تھا زمانا

نیکی نے بچایا تھا جوانوں کے چُھروں سے
وہ دور ہی رہتا تھا بُرائی سے بُروں سے

نرمل کو بھی سکھ ہو، اِسی اُلجھن میں پڑا تھا
ودھوا سے کیا بیاہ کہ پُن اِس میں بڑا تھا

سرپنچ بنا قوم کا جھگڑا بھی چُکایا
دھرتی کو بڑی سخت لڑائی سے بچایا

اَن جَل کے لیے کرنا ہی پڑتا ہے یہ کنٹھا
بیوپار بزرگوں کی طرح اُس کا چلن تھا

اُبھری ہوئی تھی ہاتھ میں ایمان کی ریکھا
بیوپار میں ایسا کوئی دھرمی نہیں دیکھا

کچھ دن میں نئی پیار کی صورت نظر آئی
پیدا ہوا اِک سب سے بڑا اُس کا فدائی

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اِک تاروں بھری رات نے آنچل جو سمیٹا
چوتھا ابو طالبؑ کو ملا چاند سا بیٹا

کعبہ میں ہُوا جس کا جنم یہ وہ ولی ہے
اللہ کے گھر میں ہُوا پیدا کہ علیؑ ہے

گھر اُس کا چلن اُس کا وہی ذات وہی ہے
جو بات محمدؐ کی ہے ہر بات وہی ہے

جنتا کی بھلائی میں بہت رنج سہے ہیں
ہر کام میں اُن دونوں کے دل ایک رہے ہیں

جن باتوں میں تھی کھوٹ بہت اُن سے پرے تھے
بھولے سے نہ کی مورتی پوجا وہ کھرے تھے

دِل جس سے ملے ایسا نہ تھا میل کسی سے
لاکھوں میں محمدؐ کو محبت تھی علیؑ سے

جی لگتا تھا بستی سے الگ شہر سے باہر
استھان بنا رکھا تھا اِک غار کے اندر

جو قوم تھی وہ پاپ کے چکر میں پڑی تھی
انساں ہے کُرستے پہ یہ فکر اس کو بڑی تھی

کیا کشٹھ کی بھرمار ہے اپرادھ کا ریلا
بیٹھا وہ یہی سوچتا رہتا تھا اکیلا

کرتا ہے ہر اک اپنے قبیلے کی بڑائی
بے بات بھی ہوجاتی تھی آپس میں لڑائی

بدلہ کا لگا روگ تو کم ہی نہیں ہوتا
دادا کی جگہ لڑنے کو تیار ہے پوتا

آنند یہودی ہے جو مہہ سود کا بر سے
عیسائی ہیں بھٹکے ہوئے عیسیٰ کی ڈگر سے

کچھ لوگ اسے اپنی سمجھتے ہیں جو بیٹی
دھرتی میں دبا دیتے ہیں پیدا ہو جو بیٹی

انسان نے انساں کا بنایا ہے یہ کیا حال
ہے جانوروں سے بھی غلاموں کا بُرا حال

کس اُور ہے سنسار کا بہتا ہوا دھارا
نیکی سے ہو سمبندھ تو مشکل ہے گزارا

کرتے ہی نہیں فرق بُرے اور بھلے میں
اوقات گزرتی ہے شراب اور جوئے میں

کب تک یہی لیائے کا بیوپار رہے گا
کب تک یہ اَدھا دُھند سا چار رہے گا

دن رات غریبی ہے امیری کا نوالا
آنکھیں ہیں مگر کوئی نہیں دیکھنے والا

اِک روز اِسی دھیان میں اوڑھے ہوئے چادر
چُپ چاپ وہ لیٹا ہوا تھا غار کے اندر

دنیا کو بدلنے کا چلن سوچ رہا تھا
انسان کی مکتی کے جتن سوچ رہا تھا

جیسے کبھی گرمی میں بڑی پیاس لگی ہو
سامان نہ ہو کوئی، مگر آس لگی ہو

دُہرا ہی رہا تھا یہ کہانی ابھی مَن میں
پیدا ہوا اک بھاؤ نیا من کی لگن میں

جیسے کوئی جاگے ہوئے کو اور جگادے
لو جیسے کوئی پیار کے دیپک کی بڑھا دے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اس آن میں جبریلؑ فرشتے کی زبانی
دھرتی پہ سُنی اُس نے یہ آکاش کی بانی

اے کملی میں لپٹے ہوئے اُٹھ ذکرِ خدا کر
دُنیا کو جگا دین کا پیغام سُنا کر

سب اُس کے سنگھاسن ہیں وہ پربت ہو کہ رائی
بندوں کو بتا پالنے والے کی بڑائی

گھر اپنے چلا سُن کے یہ کام کی آواز
ہر اُور سے پیدا ہوئی پرنام کی آواز

اِک ایک نے ترلوک دھنی کہہ کے پکارا
جنگل نے پہاڑوں نے نبیؐ کہہ کے پکارا

بوجھ اتنا بڑا کیسے اکیلا کوئی سہہ لے
ساتھی جو تھی جیون کی بتایا اُسے پہلے

پھر اس نے کہی بھید کی یہ بات علیؑ سے
میٹھے ہوئے یہ بول اُسے مصری کی ڈلی سے

بیوی بھی ہوئی بھائی بھی اسلام کے ساتھی
دونوں یہ محمدؐ کو ملے کام کے ساتھی

اب زید کا نمبر تھا ابوبکر کی باری
چُپ چاپ یہ پرچار، یہ سیوا بھی ہے نیاری

دو ایک کے من ہونے لگے روز اُجاگر
بوندیں جو ٹپکنے لگیں بہنے لگا ساگر

پھر من میں نیا حکم یہ اللہ کا چمکا
اپنوں ہی میں پرچار کرو پہلے دھرم کا

کنبہ کو اکٹھا کیا کھانے پہ بلا کے
سب اُٹھ گئے کھاپی کے ہنسی اُس کی اُڑا کے

مشکل ہے کہ چھوڑے کوئی دھرم اپنا پرانا
سچا بھی سمجھ کے یہ بچن اُس کا نہ مانا

پھر دوسرے دن بھی انہیں گھر اپنے بلایا
اللہ کی کرپا کا سماچار سُنایا

جو ساتھ مرا دے گا یہ بات اُس نے بتائی
وہ میری جگہ لے گا وہ ہوگا مرا بھائی

اقرار کیا اِتنوں میں بس ایک بلی نے
میں آپ کا ساتھی ہوں کہا اُٹھ کے علیؑ نے

یہ سُن کے پھر اُن لوگوں سے کہنے لگے حضرتؐ
دیکھو مرے بھائی کو، کرو اِس کی اطاعت

ان شبدوں میں شکتی نہ کسی کو نظر آئی
پہلے کی طرح سب نے ہنسی اُس کی اُڑائی

کنبہ میں کسی اور کا دیکھا نہ سہارا
وشواس تھا اللہ کا، ہمت نہیں ہارا

اس دین کا پرچار امیروں کو نہ بھایا
پہلے یہ غریبوں کے ہی ہردے میں سمایا

کس پریم کا اُپدیش تھا، کیا شبد مُوہر
مکہ میں مسلماں نظر آنے لگے گھر گھر

سب ہوگئے آخر کو مسلمانوں کے دشمن
بے جوڑ ہزاروں میں تھا دس بیس کا جیون

پیسے کا اُدھر زور تھا گنتی میں سوا تھے
تھوڑے سے دھرم ویر منش چیز ہی کیا تھے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کتنوں کے گلے میں تو غلامی کے تھے بندھن — وہ ظلم ہوئے اُن پہ کہ جینا تھا اجیرن
جلتی ہوئی ریتی پہ کبھی اُن کو لٹایا — پتھر کے تلے دھوپ میں لے جا کے دبایا
بیلوں کی طرح باندھ کے بازاروں میں کھینچا — رسّی میں گلے باندھ کے بازاروں میں کھینچا
آدر نہ پڑوسی کی نہ رشتہ کی رہی پَت — ہٹ دھرموں کے ہاتھوں سے غریبوں کی تھی درگت
سو زور اُدھر تھے اِدھر اک زور اہنسا — اک اَور تھا اَنیائے، تو ایک اَور اہنسا
ڈنڈوں سے کبھی اور کبھی بھوک سے مارا — سب ظلم تھے اللہ کے بندوں کو گوارا
لکھا ہے کہ پیٹے گئے اس طرح بچارے — سنسار سے عمار کے ماں باپ سدھارے
چڑھتے ہوئے دریا کا ہُوا کچھ نہ اُتارا — بڑھنے سے رُکاوٹوں بھی نہ اس دھرم کا دھارا
کمزور مسلمان نے جب ہار نہ مانی — اب سب نے محمدؐ کے ستانے کی بھی ٹھانی
سر پر کبھی کوڑے سے بھرے طشت گرائے — ہتیاروں نے کانٹے کبھی رستہ میں بچھائے
مارے کبھی پتھر، کبھی دی آپ کو گالی — سیٹی کبھی لڑکوں نے بجائی کبھی تالی
دم جس سے نکل جائے وہ آیا نے کیا تھا — عتبہ نے تو چادر سے گلا گھونٹ دیا تھا
جس روز ابوجہل نے حضرت کو ستایا — حمزہؓ تھے چچا آپؐ کے غصہ انہیں آیا
گردن سے جُوا مورتی پوجا کا اُتارا — اسلام بھی لائے اور ابوجہل کو مارا
چلتا نہ تھی کچھ مار کے انجان تھے ایسے — چُپ ہو گیا وہ پٹ کے یہ بلوان تھے ایسے
عتبہ تھا اُمیہ کی جو سنتان کا سردار — اک روز کیا اس نے پیمبرؐ کو نمسکار
کہنے لگا دنیا تمہیں دیتی ہے اُپدیش — اے میرے بھتیجے مجھے کچھ تم سے ہے کہنا
تم بھی اسی بستی اسی بھومی میں پلے ہو — پُرکھے بھی تمہارے ہیں بھلے تم بھی بھلے ہو
باتیں جو نئی کرتے ہو کیا اس کا ہے کارن — کیوں توڑ رہے ہو یہ دھرم دیش کے بندھن
جاتی کو بڑا تم نے تو جھگڑے میں ہے ڈالا — اوگن ہے یہ کیا مُورتی پوجا میں نکالا
اگلوں کے دھرم کو جو بُرا تم نے بتایا — سب اپنے بڑے بوڑھوں کو ہے دوش لگایا
اس دیش میں چپّا یہ نئی ٹوٹ پڑی ہے — آپس میں تمہارے ہی لیے پھوٹ پڑی ہے
من سب کے بیاکل ہیں وہ نر ہو کہ ہو ناری — بِکشا تمہیں کچھ دوں اگر اِچھا ہو تمہاری

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

جو کچھ مجھے کہنا ہے وہ شاید تمہیں بھاجائے ۔۔۔ سب کے لیے اچھا ہو، سمجھ میں اگر آجائے
وو جگ کے سوامی نے کیا اس کو نہ بے آس ۔۔۔ تیار ہوا سننے کو عتبہ کی وہ بکواس
عتبہ نے کہا تم کو جو دولت کی ہو چاہت ۔۔۔ وہ ڈھیر لگادیں گے کہ بن جائے گا پربت
ہم سب سے اگر چاہتے ہو اپنی بڑائی ۔۔۔ یہ بھی ہمیں سوجان سے منظور ہے بھائی
اس ٹھاٹ سے اب تک نہ یہاں کوئی براجا ۔۔۔ چاہو تو بنادیں تمہیں اس دیس کا راجا
کچھ روگ اگر ہے کسی گن بان کو لائیں ۔۔۔ یہ حال تمہارا کسی بیدی کو دکھائیں
رہنے کے نہیں پھر یہ سماچار کُڈھنگے ۔۔۔ دو روز کی سیوا میں تم ہوجاؤ گے چنگے
یہ سُن کے اُسے آپؐ نے قرآن سنایا ۔۔۔ مطلب تھا کہ راج اپنا یہی ہے یہی پوجا
ہردے میں سکت اور نہ زباں پر کوئی بس تھا ۔۔۔ سُن ہوگئے سُن کر یہ ہوئی اس کی اوستھا
عتبہ کو اچنبھا تھا کہ یہ بلونت ہے کیسا ۔۔۔ راج اپنا ہے منظور جسے اور نہ پیسا
جاکر کہا اپنوں سے کہ جھگڑے کو نبیڑو ۔۔۔ کہنا مرا مانو تو محمدؐ کو نہ چھیڑو
اب اس سے اُلجھ کر کبھی بات اپنی نہ کھونا ۔۔۔ سُن کر جو میں آیا ہوں وہ جادو ہے نہ ٹونا
پھول ایسی سگندھ کے چُنے ہی نہیں میں نے ۔۔۔ اس گیان کے اُپدیش سُنے ہی نہیں میں نے
یہ بول کچھ ایسے تھے کہ آگ اور لگادی ۔۔۔ جھگڑے کو گھٹانے کی جگہ بات بڑھادی
مکہ میں ہوئے ٹھور سے بے ٹھور مسلماں ۔۔۔ دن رات ستائے گئے اب اور مسلماں
فرمایا پیمبرؐ نے کہ کچھ روز کو ٹل جاؤ ۔۔۔ چھوڑو یہ جنم بھوم، حبش دیش نکل جاؤ
سچے ہیں منش، نیائے ہے اس دیش میں جیالو ۔۔۔ پرجا بھی بھلی اس کی ہے راجہ بھی ہے دوجالو
یوں اور بھی پرسند ہوئی بات یہ سب میں ۔۔۔ بیوپار کا رشتہ تھا حبش اور عرب میں
جو رہ گئے مکہ میں وہ ناچار ہوا تھے ۔۔۔ حبشہ جو گئے سو سے وہ دوچار ہوا تھے
ان سب کے تھے سردار، سگے بھائی علیؑ کے ۔۔۔ بھائی ہوئے رشتہ میں پچیرے جو نبیؐ کے
کم عمر تھے ان سب میں مگر سب سے کڑے تھے ۔۔۔ نام اُن کا تھا جعفر کہ یہ بُدھی میں بڑے تھے
پہنچے جو حبش میں تو کوئی رنج نہ دُکھ تھا ۔۔۔ راجہ کے بھی اُپکار تھے پرجا سے بھی سُکھ تھا
راجہ ہو کہ پرجا وہ کلیسائی تھے سارے ۔۔۔ اس دیس میں بستے تھے جو عیسائی تھے سارے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

پہلے ہی تھے بیٹھے ہوئے سر دُھن کے قریشی　　جھلا گئے یہ خیر خبر سُن کے قریشی
پردیس میں بادل جو اودھر پریم سے برسے　　کچھ لوگ چلے آگ لگانے کو اِدھر سے
سینہ میں دہکتا ہوا شمشان لیے تھے　　راجہ کے لیے بھینٹ کا سامان لیے تھے
ان سب میں منتش تھا یہی اس کام کے ڈھب کا　　اس ٹولی میں مکھیا عمر عاص تھا سب کا
مل کر کہا راجہ سے اَدھرمی ہیں یہ سارے　　دیدیں ہمیں سرکار گناہ گار ہمارے
اس کام کی رشوت سے جو ہر جیب تھی بھاری　　کہنے لگے سب ان کی سی گرجے کے پُجاری
راجہ نے سُنے جب یہ مسلمانوں کے لچھن　　دربار میں بلوایا اُنہیں نیائے کے کارن
پوچھا یہ نیا دھرم ہے کیا تُم نے نکالا　　عیسائیت اور مورتی پوجا سے نرالا
ساہس تھا بہت اُن کو جو مذہب کی طرف سے　　جعفر نے جواب اُس کو دیا سب کی طرف سے
ہم وہ ہیں کہ تھی ہم میں بُرائی ہی بُرائی　　سونے پہ سہاگہ تھا بُرائی پہ ڈھٹائی
سیدھی تھی نہ سچی تھی کوئی بات ہماری　　ہم جھوٹ کے سیوک تھے تو پتھر کے پجاری
ہم نے انہی باتوں میں سدا عمر گنوائی　　بھائی سے رہا بیر، پڑوسی سے لڑائی
نردھن کی اوستھا کا نہ تھا کوئی اپائے　　بلوان کا کارج تھا کہ نربل کو ستائے
پیدا ہوا اتنے میں منتش ایک مہانت　　نیکی کا جو دریا ہے بڑائی کا ہے پربت
بے مانگی ملی اس سے ہمیں دھرم کی بھکشا　　جو بات ہے اُس کی وہ بڑائی کی ہے شِکشا
سکھلائی ہمیں ایک نرنکار کی پوجا　　اُس نے کہا اللہ نہیں ہے کوئی دوجا
بھگوان کی صورت نہیں، سورج کو نہ پوجو　　اپنی ہی بنائی ہوئی مورت کو نہ پوجو
ودھوا کا اناتھوں کا کبھی مال نہ کھاؤ　　بھولے سے کبھی نہ کسی ابلا کو ستاؤ
آپس میں کبھی ڈھنگ لڑائی کا نہ ڈالو　　جو بات بُرائی کی ہے اُس بات کو ٹالو
اُس نے ہمیں سچائی کے ڈھرّے پہ لگایا　　اِک جھوٹ میں سو پاپ چھپے ہیں یہ بتایا
ہم نے جو کیا اُس کے ہر اپدیش کا پالن　　مکہ میں جو ہٹ دھرم تھے سب ہوگئے دشمن
راجہ نے کہا اس کے بچن کیا ہیں بتاؤ　　آکاش سے اُتری ہے جو پستک وہ سناؤ
جعفر نے بچن سورۂ مریم کے سُنائے　　سُن کر اُسے آنسو بہت آنکھوں سے بہائے

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

کہنے لگا ست دھرم کی ہے یہ بھی نشانی　　انجیل کی قرآن کی ہے ایک ہی بانی
فریاد جولائے تھے کہا اُن سے کہ جاؤ　　دیدوں گا انہیں تم کو یہ آشا نہ لگاؤ
بولا عمر عاص خبر ہے تجھے سلطاں　　کیا حضرت عیسیٰ کو سمجھتے ہیں مسلماں
تھا سب کو ہی معلوم یہ بھید اُن کے دھرم کا　　عیسیٰ کو سمجھتے ہیں یہ اللہ کا بیٹا
سب کو تھا یہ دھڑکا کہ بگڑ جائے گا راجا　　کچھ اور سُنے گا تو اکڑ جائے گا راجا
جعفر نے کہا پھر بھی مگر آنکھ ملا کے　　بندہ بھی ہیں وہ اور پیمبرؑ بھی خدا کے
راہبہ نے کہا سب سے یہ اُپدیش ہے سچا　　اِک تنکے برابر وہ نہیں اس سے زیادہ

اسلام کے دشمن ہوئے یہ سُن کے نراسے
مکہ کو پیاسے ہی گئے خون کے پیاسے

○

جگت گرو

اب حسینؑ اکیلے ہیں لُٹ چکی جو مایا تھی　　کربلا کی دھرتی پر تھک کے سوگئے ساتھی
تیر ایسے آتے تھے جیسے مینہ برستا ہو　　تین دن کے پیاسوں پر کیا لہو کی برکھا تھی
روم جھوم دنیا ہے آج اُن کی سیوا میں　　کیا انوپ سیوک تھے کیا انوپ سیوا تھی
سورما جو ریتی پر سر کٹائے سوتے تھے　　اُن کے پاس چرنوں میں سر جھکائے دنیا تھی
دُکھ بھری کہانی ہے چھ مہینے والے کی　　لاڈلے تھے مائی میں آسرے میں ماتا تھی
خاک پر نبیؐ زادہ گھر لٹائے بیٹھا ہے　　سب اُسی کو دے ڈالی جس دھنی کی مایا تھی
اُس کی تیغ کا چم خم رن کی جگمگاہٹ تھا　　گرم ریت پر سجدے زندگی کی شوبھا تھی
اس کے دشمنوں کو بھی سکھ ملا نہ دُکھ دے کر　　آنکھ میں نہ ہوں آنسو ہر دِلوں میں دُبدھا تھی

فاطمہؑ کا مہ پارا ہے جگت گرو جگ جی
آج سب کو پیارا ہے جس پہ کل یہ بپتا تھی

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com　　http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کھیون ہارا

کربل بن سے چلے مسافر باجت کوچ نقارا
ایک اک سیس انی پر چمکے جیسے تارا

سب سے لانبی برچھی پر وہ سیس حسینؑ سوامی کا
بھرے پُرے سنسار میں جس کو بھوکا پیاسا مارا

ہر چڑیا بن کی رودت ہے، اندھیارے بن میں سوگ ہے
علیؑ نبیؐ کی کود کا پالا دھرم کا پالن ہارا

راکھلئی پت صاحب کی گھر بار لٹا کر سیوک نے
کیسا اُتم کام ہے اُس کا نام ہے کیسا پیارا

سب تیر سامانا دور پڑے جب موت پکاری پلے سے
نربل بوڑھے کومل بالک کوئی نہ ہمت ہارا

سب سستا سودا سمجھے تھے کیا مہنگی جانیں بیچیں
اک اک بل نے سَت کے بل پر سو سو کو للکارا

پریم کی نیا ڈوب رہی تھی کیسی پار لگائی
اپنے لہو میں ڈوب کنارے لایا کھیون ہارا

جان گئے ہر دیسی ویسی جھوٹی سانچی مہما کو
ہارے کس کی جیت ہے کس کی مان گیو جگ سارا

ہنس ہنس دکھ کی کڑیاں جھیلیں جگ کو یہ اُپدیش دیا
اپنے دم کا آس بھروسہ مالک نام سہارا

نگری نگری دھوم مچی ہے واہ حسینا بابا کی
کربل بن میں دیا جلایو سارا جگت اُجیارا

پوجا پاٹ کسو کی ناہیں بپتا یاد دلاوت ہیں
سروڑ کا تابوت ہے دھرمی اصغرؑ کا گہوارا

اپنے کو جو چاہے تجھی اُس کو کون نہ چاہے
بھارت ماتا سوگ منا کر من ہرلیں ہمارا

○

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

دُکھ کا ساگر

ڈوبی ہوئی دُکھ کے ساگر میں سورج کی سنہری تھالی تھی
اس چاند کی دِس کو سانجھ تلک شبیرؑ سے دنیا خالی تھی

بابا ہی کے دم کے ساتھی تھے اکبرؑ بھی گئے اصغرؑ بھی گئے
تکنے کو رہی ایک ایک کا منہ چھاتی پہ جو سونے والی تھی

یوں جگ میں نہ لاگی آگ کہیں اس ڈھب سے نہ اجڑا باگ کہیں
سوکھی ہوئی پتی پتی تھی ٹوٹی ہوئی ڈالی ڈالی تھی

دو کھیت پرے جل بہتا تھا اور پھول اُوپر کملاتے تھے
دن نیر پہ سوکھے جاتے تھے اور چار طرف ہریالی تھی

حیدرؑ کے گھرانے والے سب طاقت بھی تھے سادات بھی تھے
تیغ ہی اُٹھائی بندوں نے مالک نے جو بپتا ڈالی تھی

سرورؑ پہ حسنؑ کی بدھوا نے دو چاند سے ٹکڑے وار دیے
بچے تو جیالے تھے ہی مگر ماتا بھی بڑی دل والی تھی

کیا لُٹ کے گئے کربل سے حرم جب آئی بہن بھیا ملنے کو
جس مانگ کو دیکھا اُجڑی تھی جس گود کو دیکھا خالی تھی

سنسار کا چاہا اس نے بھلا کٹوا دیا کنبے بھر کا گلا
شبیرؑ کے من کے سانچے میں کرتار نے بھگتی ڈھالی تھی

مارے گئے ست کی سیوا میں دھبا دے ایشر بھگتوں کو
مکھڑوں پہ لہو کی سُرخی سے بڑھ چڑھ کے خوشی کی لالی تھی

یہ جی سے گزرنے والے تھے یہ بات پہ مرنے والے تھے
کب موت سے ڈرنے والے تھے سو بار کی دیکھی بھالی تھی

نجمی یہ حسینیؑ چوکھٹ ہے یاں آ کے مرادیں ملتی ہیں
اس دوار سے بھکشا لے کے چلے آئے تھے تو جھولی خالی تھی

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

پریم پنتھی

پریم نگر کا پنتھی قاسمؑ موت سے بیاہ رچائے گیا　　ہنسی خوشی کا جانا ٹھہرا دولہا بن کر آئے گیا

رتھ ما لہو کی دھاریں تھیں اُس گورے گورے مکھڑے پر　　اس سج دھج پہ کسی کی لاگی نجر یہی سہرا بدھی کھائے گیا

اِک باغ کھلا تھا کربل بن میں یثرب والے مالی کا　　کچھ سوکھ گیا بن پانی کے کچھ گھام پڑی مُرجھائے گیا

شبیرؑ کے رتن کی بستی میں شبیرؑ کا من کیا ہیرا تھا　　اس دیپ کی لَو بڑھتی ہی رہی آنکھوں میں اندھیرا چھائے گیا

سنتے ہیں کہ دھرتی کانپ گئی تلوار وہ کی تلوارے نے　　جو بھور سے لیکر سانجھ تک لاشیں ہی اُٹھا کر لائے گیا

کیا تیروں کی بوچھاروں میں اپدیش کی میٹھی باتیں تھیں　　سب اپنے لہو کے پیاسوں پر وہ اَمرت جَل برسائے گیا

سنسار کو سَت کی شکتی سے گھر بار لٹا کر موہ لیا　　سودا ہے ذرا اِک جوکھم کا جو کھوئے گیا سو پائے گیا

اصغرؑ پہ بھی کیسی بپتا تھی جھولے میں دُکھی دھرتی میں سکھی　　ماں باپ نے مکھ سے آہ نہ کی ماں باپ کو کیا سمجھائے گیا

پیاسوں کے انیلے سقّے نے اک آگ لگا دی جنگل میں　　خیمے سے نکل کر دریا تک اِک بجلی سی لہرائے گیا

سب شام کی سینا سکتہ میں اکبرؑ کے انوپی روپ سے تھی　　جیسے کہ نبیؐ پرلوک سے پھر قرآن سنانے آئے گیا

اب جا کے ہمالہ پربت سے لے ماتم کی ٹکراتی ہے
اُس دیش کی نجمی دور بلا جس دیس پہ یہ غم چھائے گیا

O

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com　http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

دھرم پربت

اندھیارا پاپ کے بادل کا سنسار پہ جب چھا جاتا ہے — اک چاند سروپی سورج روپی مکھڑا درس دکھاتا ہے

جب مایا جگ کو کھاتی ہے جب ایسی بپتا آتی ہے — جب مالک آنکھ بدلتے ہیں اک بندہ آڑے آتا ہے

لو دھرم کی من میں ہوک اُٹھی وہ دیس مدینہ چھوڑ چلا — کانٹوں کی ڈگر سے شام نگر اک جانے والا جاتا ہے

سب کعبے کے رکھوالے ہیں کچھ بوڑھے ہیں کچھ بالے ہیں — سب ایک ہی کنبے والے ہیں ان سب کا نبیؐ سے ناتا ہے

کیا ایشر روپ بنایا ہے من موہن مورت اکبرؑ کی — یہ چاند عرب کی بستی میں ہمشکل نبیؐ کہلاتا ہے

عباسؑ کی سج دھج دیکھو گے ان مرنے جینے والوں میں — چھاتی پہ مشک مچلتی ہے کاندھے پہ علم لہراتا ہے

کیا دھاروں پر تلواروں کی بیعت کا سندیسا دیتے ہیں — جب ست ہی ست ہو ہردے میں دوجا کون سماتا ہے

شبیرؑ دھرم کا پربت ہے کونے کے ادھری کیا جائیں — مائی میں جسے مل جانا ہو وہ پربت سے ٹکراتا ہے

اسلام کی جیون رکھشا کو بلدان ہے ننھے بچوں کا — یاں گودیں خالی ہوتی ہیں واں دامن بھرتا جاتا ہے

قرآن کیسے دکھلائے گا اک بالک ہے قرآن نہیں — دھرتی میں سُلا کر آئے گا جھولے سے اُٹھا کر لاتا ہے

شبیرؑ کے گھر کا حال کہو پھلواری کے رکھوالوں سے — سو ہُوکیں من میں اُٹھتی ہیں اک پیڑ اگر مُرجھاتا ہے

اک جینا مرنا اُن کا ہے جو جیتے ہیں مر جاتے ہیں — اک جینا مرنا اُس کا ہے جو مر کے اَمر ہو جاتا ہے

جاگی ہوئی کب کی آنکھیں تھیں خنجر کے تلے بھی آہ نہ کی — سکھ نیند اُسی کو آتی ہے جو سوئی قوم جگاتا ہے

بھاشا کے رسیلے شبدوں میں دکھ روپ کہانی کربل کی

محنت پہ سوارت ہو نجمی یوں کون کسے سمجھاتا ہے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

حسینؑ سیوا

اکبرؑ کو سکارے مرنا تھا دھن موت کی سگری رات رہی
ماں سیس لگائے چھاتی سے بالوں کی لٹیں سلجھات رہی

سب دل کی سوبھا ساتھ چلی جب دیس سے یہ پردیس چلے
پردیس سے جب پرلوک گئے سنسار کی سوبھا جات رہی

جی دیکھ یہ سور گباش ہوئے کوفہ کے ادھرمی ناش ہوئے
شبیرؑ کا بالا بول رہا اسلام کی اونچی بات رہی

ساچے ہی رہے جو ساچے تھے یاں ساچ کو کوئی آنچ نہیں
دشمن ہی کو سب نے دوش دیا اور ان کے لیے صلوٰت رہی

پیاسے ہی لڑے پیاسے ہی مرے اک بوند نہ پائی پانی کی
ساوت وہیں پر کھیت رہے تیروں کی جہاں برسات رہی

ایشر کی دیا لہرائے گئی آکاش کی بانی آئے گی
دکھ درد کی جتنی دھوپ بڑھی سنتوش کی بدلی چھات رہی

قاتل کو پلا کر دودھ گئے ایسے بھی دیا لو ہوتے ہیں
دنیا یہ اُسی کے کنبے کو پانی کے لیے ترسات رہی

اصغرؑ کے گلے پر تیر لگا جل مانگت بن میں سو کے گئے
دکھیاری ماتا آشا میں من جھولے سے بہلات رہی

کربل میں علیؑ کی پتری نے یوں رین گزاری دسویں کی
کس ٹھاٹ سے لڑکے مرتے ہیں ہر بالک کو سمجھات رہی

اب راجا پر جا چوکھٹ پر سب سیس نوائے بیٹھے ہیں
جب چھوڑ کے دنیا دین لیا دنیا بھی انہیں کے ہاتھ رہی

جب آئے حسینیؑ سیوا میں سب ہندو مسلم ایک ہوئے
مل جائیں گے تجمی دل بھی کبھی جب ان کی نجر پر بات رہی

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

پریم کہانی

کربل کا انوکھا جنگل ہے تیروں میں ہوا بل کھاتی ہے
شبیر کا گھائل تن من ہے دھرتی کی دھڑکتی چھاتی ہے

یوں جگ کے بھلے کو مرتے ہیں یوں اپنے لہو میں بھرتے ہیں
یوں دھرم کی سیوا کرتے ہیں یہ من کی لگن کہلاتی ہے

ڈوبی ہے لہو میں ناؤ مگر من سوچ میں ڈانواں ڈول نہیں
سینے پہ ہیں کتنے گھاؤ مگر آنکھوں میں دیا لہراتی ہے

کیا سید ھے سچے ساتھی تھے کیا پریم کہانی چھوڑ گئے
کربل کی زمیں تھرائے چکی ہر وے کی زمیں تھراتی ہے

بھوکے بھی لڑے پیاسے بھی لڑے لاکھوں میں بہتر کود پڑے
بلونت سہی ساونت سہی کہنے میں مگر بات آتی ہے

سکھ آج ہے برچھی کھانے میں آنند ہے آپ مرجانے میں
اکبر کا بھی ہے وشواش یہی ماتا بھی یہی سمجھاتی ہے

یہ اجڑ چکی بھوی لوٹ چکی بھرپور جوانی پھولوں کی
اب گود میں اپنے مالی کے منہ بند کلی مرجھاتی ہے

یہ تیر گلے پر کھائیں گے سنسار کا جی دہلائیں گے
چھوٹے سے بڑے ہو جائیں گے اصغر کی سواری آتی ہے

دن لڑتے لڑتے بیت گیا سنتوش پر یہی جیت گیا
سنتوش کی جے رہ جائے گی چتا کہیں رہنے پاتی ہے

مایا نے جنہیں ٹھکرایا تھا وہ مایا روپی بندے تھے
یہ ایشر روپی بندے ہیں یاں مایا ٹھوکر کھاتی ہے

تجمی وہ بڑے دل والے تھے دل نام سے دھک دھک کرتے ہیں
یاد ان کی سما کر سینوں میں ماتم کی دھک بن جاتی ہے

O

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

سَت کی سیوا

جب جھوٹ کی ندی بڑھ چڑھ کر لہراتی ہے اٹھلاتی ہے   یہ چلتی پھرتی مایا جب کایا کا لہو پی جاتی ہے
اک وقت نظر میں پھرتا ہے اک بات مجھے یاد آتی ہے   سکھ کھونا یاد آتا ہے دکھ پانا یاد آتا ہے
شبیرؑ کا ست کی سیوا میں مرجانا یاد آتا ہے

جب تن کی مورت ہنستی ہے اور من کی دیوی روتی ہے   یہ دنیا زخم بچھونے پر جب آنکھیں کھولے سوتی ہے
ست دھرم پہ مرنے والوں کی اس جگ میں کمی جب ہوتی ہے   میدان میں ننھے بچے کا لے آنا یاد آتا ہے
شبیرؑ کا ست کی سیوا میں مرجانا یاد آتا ہے

جب پل پل گرمی بڑھتی ہے اور دھوپ تڑپ دکھلاتی ہے   دنیا میں کوئی پھلواری جب بے نیر کہیں مرجھاتی ہے
کچھ سوکھے سوکھے ہونٹوں کی ہر پیاس میں یاد آجاتی ہے   اصغرؑ کے گلابی مکھڑے کا کملانا یاد آتا ہے
شبیرؑ کا ست کی سیوا میں مرجانا یاد آتا ہے

جب سچوں کو ٹھکراتے ہیں اور جھوٹوں کو اپناتے ہیں   جب اچھے اچھے دھرم پجاری پاپ کی ٹھوکر کھاتے ہیں
جب ملیا جال بچھاتی ہے دل پھندے میں پھنس جاتے ہیں   سنسار کی جھوٹی مایا کو ٹھکرانا یاد آتا ہے
شبیرؑ کا ست کی سیوا میں مرجانا یاد آتا ہے

جب تن کی رکھشا کرنے والے من کا انس مٹاتے ہیں   دو رو کے جب سیوک بن کر گھر کی لاج گنواتے ہیں
جب سکھ کے بندے سکھ کے کارن جگ جگ سیس نواتے ہیں   دکھ درد کے اونچے پربت سے ٹکرانا یاد آتا ہے
شبیرؑ کا ست کی سیوا میں مرجانا یاد آتا ہے

جب ہردا دھک دھک کرتا ہے گھمسان میں رن کی بانی سے   جب تیور بجھ بجھ جاتے ہیں دو چرکوں میں آسانی سے
جب کائر جان بچاتے ہیں تلوار کے گہرے پانی سے   ان خون میں ڈوبی زلفوں کا بل کھانا یاد آتا ہے
شبیرؑ کا ست کی سیوا میں مرجانا یاد آتا ہے

اس جگمگ جگمگ دنیا میں جب ہٹ پر بالک آتے ہیں   جب آنکھیں نیر بہاتی ہیں دل پانی ہو ہو جاتے ہیں
جب جھوٹی سچی آشا دے کر بات پتا سمجھاتے ہیں   کربل میں حسینی جھنڈے کا لہرانا یاد آتا ہے
شبیرؑ کا ست کی سیوا میں مرجانا یاد آتا ہے

جب آنکھ سے آنسو ڈھل کر بھی من کا گرد دھوتے ہیں   جب گھر گھر ماتم ہوتا ہے جب رونے والے روتے ہیں
عشرہ کو ہوا کی لہروں میں جب سبز پھریرے ہوتے ہیں   کربل میں حسینی جھنڈے کا لہرانا یاد آتا ہے
شبیرؑ کا ست کی سیوا میں مرجانا یاد آتا ہے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com   http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

سَت جگ کا ستارہ

پربھو نامے گلا کٹایو گھر بھر دیو لٹائے   سَت کی رکھشا ایسی کری کلجگ سیس نوائے
تُمسا ایک نہ تِکسا کوؤ گُجرے بہت حسین   ایسی لیلا رچ گئے کہ تم بن جگ بے چین
وو جگ کے سہارے کیا کہنا ست جگ کے ستارے کیا کہنا
جگ کو دُکھ میں پائے کے چھوڑا آپن گاؤں   بن میں ڈیرے ڈال دیے دیکھی دھوپ نہ چھاؤں
کیسو رَن کے جاتری ساتھ لیو پروار   سارے گھر کی لاڈلی چھوڑ گیو بیمار
وو جگ کے سہارے کیا کہنا ست جگ کے ستارے کیا کہنا
کیا کیا بالک کُود کے کیا کیا تنت جوان   دتا ہر کے نام پر خوب دیا بلدان
جھولے کا اک جھولن ہارا ایک اٹھارہ سال   اکبرؑ جیسا لاڈلا اصغرؑ جیسا لال
وو جگ کے سہارے کیا کہنا ست جگ کے ستارے کیا کہنا
ایسا کس سردار کو ملا علم بردار   ہاتھ کٹے جب شانوں سے تب چھوٹی تلوار
ہاتھن آگے بڑھ گیا دانتن مشک دبائے   جیسے شیر شکار کو منہ میں داب جائے
وو جگ کے سہارے کیا کہنا ست جگ کے ستارے کیا کہنا
سگری باڑی دھوپ میں سوکھ گئی بن نیر   کھیتی پیاسی نیر کی تِس پر برسے تیر
ہنس ہنس ایسا پُن کیا پھوٹ کے رویا پاپ   سارا باگ لٹانے کے کھیت رہے پھر آپ
وو جگ کے سہارے کیا کہنا ست جگ کے ستارے کیا کہنا
تم بھوکے پیاسے خیمے سے جب نکلے شیر سمان   بڑے بڑے بلونت سپاہی چھوڑ گئے میدان
گھائل ویہی گھام عرب کی تین دنا کی پیاس   کربل بن کے لڑنے والے کس بدھ رہے حواس
وو جگ کے سہارے کیا کہنا ست جگ کے ستارے کیا کہنا
تِس تِس مکھڑا کھلت رہا جس جس باڑھی دھوپ   پیاس بڑھی سنتوش بڑھا دُونا چمکا روپ
من میں ایسی شانتی کوؤ کہاں سے لائے   لاکھن کشٹ اٹھائے کے ایک نہ نکسی ہائے
وو جگ کے سہارے کیا کہنا ست جگ کے ستارے کیا کہنا

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com   http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

پاپی جگ کے پاپ کا کوئی نہ سوجھا توڑ　　کیسے کیسے دھرم پجاری بیٹھ گئے جی چھوڑ
آپس لہو بہائے کے تم نے بدلا رنگ　　نام آگیا آکاش تک دھرتی رہ گئی دنگ
دو جگ کے سہارے کیا کہنا ست جگ کے ستارے کیا کہنا

آنن تھا حال گریب کا جیسے جیتی لاش　　دھن دولت کے زور نے دھرم کیا تھا ناش
ایسی کرنی کر گئے نیچے بھیا سماج　　جھوٹا کھیل بگاڑ کے رکھ لی ست کی لاج
دو جگ کے سہارے کیا کہنا ست جگ کے ستارے کیا کہنا

بستی بستی جنگل جنگل آج تمھارے میت　　اُبھری شکتی پریم کی بھٹی ہار کی جیت
ہندو مسلم راجا پرجا جن دیکھو گن گائے　　من کو ہیرا پائے کے سبھی لیو اپنائے
دو جگ کے سہارے کیا کہنا ست جگ کے ستارے کیا کہنا

آنسو نکلے نین سے من سے نکسی کھوٹ　　سائیں تمہرے نام کی پڑی کراری چوٹ
بجلی چمکی پریم کی جیو بھیا اوجیار　　بادل گرجے ماتمی چیخ پڑا سنسار
دو جگ کے سہارے کیا کہنا ست جگ کے ستارے کیا کہنا

سوامی کتنے دورتے لگا پریمی بان　　اٹھی لہر فرات سے پہنچی ہندوستان
بھومی رام کرشن کی کربل کا سندیس　　آنسو تمہرے سوگ اور گنگا جمنی دیس
دو جگ کے سہارے کیا کہنا ست جگ کے ستارے کیا کہنا

سب ہی کشٹ اٹھائے کے گئے علی کے لال　　بھارت سیوک بھوک کی آج کریں ہڑتال
ان سے جب ان بن بھئی من سے نکسے بین　　نجمی ست کی ٹیک پر پیاسے لڑے حسین
دو جگ کے سہارے کیا کہنا ست جگ کے ستارے کیا کہنا

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com　　http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

درشن کا اُجالا

درشن کا اُجالا لے کے چلے آنکھوں میں اندھیرا چھوڑ گئے
اکبرؑ کو کہاں کی جلدی تھی بابا کو اکیلا چھوڑ گئے

تیرہ سو برس سے چرچے ہیں اِن جیوٹ مرنے والوں کے
تڑپے نہیں خود خنجر کے تلے دنیا کو تڑپتا چھوڑ گئے

اصغرؑ کو تھی رن کی دُھن میں کہاں ماتا کے دھڑکتے دل کی خبر
ننھے سے سپاہی خیمے میں ٹھہرا ہُوا جھولا چھوڑ گئے

تلوار وہ روکی پیاسوں نے دریا کو لہو سے پاٹ دیا
پیاسے تو گئے دریا سے مگر اِک خون کا دریا چھوڑ گئے

عباسؑ نے دریا چھین کے بھی بچوں ہی کی خاطر مشک بھری
پیاسے تھے مگر پیاسے ہی پھرے دریا کو چھلکتا چھوڑ گئے

سب اپنی کمائی لے کے گئے کس ڈھب کے یہ جانے والے تھے
کچھ کوکھ جلی رانڈوں کے لیے اِک موت کی آشا چھوڑ گئے

قیدی تو بہت سے دیکھے ہیں پوچھے کوئی اُن کے جی سے مگر
جو گود کے پالے بچوں کو میدان میں سوتا چھوڑ گئے

سنتا ہے جو دھرمی روتا ہے ہردیس میں ماتم ہوتا ہے
کچھ کام وہ ایسا کرکے گئے کچھ نام وہ ایسا چھوڑ گئے

سرکاٹ کے کوفے والوں نے یہ اور نیا اپرادھ کیا
میدان کی جلتی ریتی پر شبیرؑ کا لاشا چھوڑ گئے

کربل کی انوکھی دھرتی سے نردوش مسافر یثرب کا
ساچی تھی جو مہما لے کے اُٹھے جھوٹی تھی جو مایا چھوڑ گئے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اب سوگ ہے رہتی دنیا تک سنسار نے ایسا جوگ لیا
جیون میں رچے ہردے میں بسے ٹھکرا کے جو دنیا چھوڑ گئے
سنسار کی مایا کوئی نہیں کچھ دوہے ہیں کچھ نوحے ہیں
تجھی یہی مایا لائے تھے تجھی یہی مایا چھوڑ گئے

○

قیدی کا راگ

سُن قیدی کا راگ پریمی چھن بولت ہے زنجیر
سوئے گا کب تک جاگ پریمی چھن بولت ہے زنجیر
سُن قیدی کا راگ پریمی چھن بولت ہے زنجیر
ڈنڈا سلگے بیڑی سلگے دھیرے دھیرے دیہی سلگے
بھڑکے من کی آگ پریمی چھن بولت ہے زنجیر
سُن قیدی کا راگ پریمی چھن بولت ہے زنجیر
دُکھ کی ہنسی بڑی سُہانی اب تک تونے قدر نجانی
اپنے اپنے بھاگ پریمی چھن بولت ہے زنجیر
سُن قیدی کا راگ پریمی چھن بولت ہے زنجیر
تجھی جیل کی مایا دیکھے کمبل دیکھے تسلا دیکھے
بیٹھا جگ کو تیاگ پریمی چھن بولت ہے زنجیر
سُن قیدی کا راگ پریمی چھن بولت ہے زنجیر

○

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

کوچ کا ڈنکا باجت ہے

جیل کی سدھ بسرائی ساجن کوچ کا ڈنکا باجت ہے
اب تک موج نہ آئی ساجن کوچ کا ڈنکا باجت ہے
جیل کی سدھ بسرائی ساجن کوچ کا ڈنکا باجت ہے
سکھیوں میں ہے جینا مرنا ہلکی ہمری بات نہ کرنا
اوٹھو پریم دوہائی ساجن کوچ کا ڈنکا باجت ہے
جیل کی سدھ بسرائی ساجن کوچ کا ڈنکا باجت ہے
سوچت سوچت عمر گزاری رین کٹھن ہے دن ہے بھاری
کب تک یہ چترائی ساجن کوچ کا ڈنکا باجت ہے
جیل کی سدھ بسرائی ساجن کوچ کا ڈنکا باجت ہے
اب نہ چلے گا پیار کا منتر تم گھر میں ہم جیل کے اندر
جگ میں ہو نہ ہنسائی ساجن کوچ کا ڈنکا باجت ہے
جیل کی سدھ بسرائی ساجن کوچ کا ڈنکا باجت ہے
نجمی کے پیغام سے اٹھو دین دھرم کے نام سے اُٹھو
ایک نہیں سنوائی ساجن کوچ کا ڈنکا باجت ہے
جیل کی سدھ بسرائی ساجن کوچ کا ڈنکا باجت ہے

○

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

آؤ سہیلی جیل چلیں

ساجن ہمرے جائیں نہ جائیں آؤ سہیلی جیل چلیں
سب دھندوں کو آگ لگائیں آؤ سہیلی جیل چلیں
ساجن ہمرے جائیں نہ جائیں آؤ سہیلی جیل چلیں

بی بی کے دُکھ درد پہ واری چکّی پیست قوم سنواری
ان کی لیلا کیوں نہ رچائیں آؤ سہیلی جیل چلیں
ساجن ہمرے جائیں نہ جائیں آؤ سہیلی جیل چلیں

کربل بن کی بھوکی پیاسی فضہ جس کے گھر کی داسی
اس کی قید کے بل بل جائیں آؤ سہیلی جیل چلیں
ساجن ہمرے جائیں نہ جائیں آؤ سہیلی جیل چلیں

بجلی چمکے بادل گرجے سانچے بول سے دھرتی لرجے
گلیوں گلیوں شور مچائیں آؤ سہیلی جیل چلیں
ساجن ہمرے جائیں نہ جائیں آؤ سہیلی جیل چلیں

نجمی کا اُپدیش سپھل ہو دھرم سپھل ہو دیش سپھل ہو
کاہے سئیں نیر بہائیں آؤ سہیلی جیل چلیں
ساجن ہمرے جائیں نہ جائیں آؤ سہیلی جیل چلیں

O

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

پنتھ نارا کے دن کا

کس کی مایا سدا رہی ہے ریت گھروندا کے دن کا
من میں جگہ نہ پائی ٹھاکر تن پہ اجارا کے دن کا

رہو گے کب تک منھ کو موڑے نام بڑا اور درشن تھوڑے
دیس میں سب کا مرنا گڑنا پھر یہ پریکھا کے دن کا

چلتی پھرتی چھاؤں ہے دنیا نیاؤ کرو نیاؤ کرو
کتنے دیکھے ایسے تماشے یہ بھی تماشا کے دن کا

ایشر کے انصاف نگر میں دیر سہی اندھیر نہیں
ست اوجیارا رہتے جگ تک مگر اوجالا کے دن کا

کرودھ کپٹ کا راج نہ ٹھہرے آج بچا تو کال گیا
سانس کہاں کی آس کہاں کی سانس کا ڈھرّا کے دن کا

رنگ بھی چوکھا آئے گا جب سنی شیعہ ایک ہوئے
کے دن کی ہے مدح صحابہ اور تبرّا کے دن کا

نجمی کبت سُنائے جاؤ اپنی دُھن میں گائے جاؤ
جگ جیون ہے پریم کی ہنسی پنتھ فقارا کے دن کا

○

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

حسینؑ درشن

سنسان تھی بستی یثرب کی کربل میں نبیؐ کا جایا تھا
اپنے ہی لہو کے پیاسوں میں وہ پریم سندیسا لایا تھا

مکھڑے پہ کھنچی تلواریں تھیں اور سورج سر پر آیا تھا
کیا دھرتی رن کی تپتی تھی جب پاؤں کے نیچے سایا تھا

یوں روگ منانے دنیا کا یہ کون برد گی آیا تھا
سنسار ہی کو سکھ دینا تھا سنسار ہی سے دُکھ پایا تھا

جب دونوں جگ کے مالک سے یہ دنیا آنکھیں موند ے تھی
شبیرؑ نے گر کر سجدے میں اللہ کو پچھوایا تھا

تیغوں کی چمکتی بجلی تھی اور شام کی سینا دل بادل
وہ چھایا ہوا تھا بادل پر وہ بجلی سے ٹکرایا تھا

اُپدیش کے کومل شبدوں سے اب تک بھی دلوں میں گرمی ہے
اس چاند نے اپنی کرنوں کو سورج کی طرح پھیلایا تھا

سب گود کے پالے وارو یے سب پانے والے وار دیے
جینے سے نظریں پھیری تھی اور موت کو یوں اپنایا تھا

جب کھائی تھی برچھی اکبرؑ نے جب تیر لگا تھا اصغرؑ کے
آنکھوں پہ کسی کا بس ہی سہی من کون طرح سمجھایا تھا

کیا بانکے ترچھے تیور تھے ان پیاسے مرنے والوں کے
کیا دھوپ کڑی تھی جنگل کی کیا مکھڑوں پر روپ آیا تھا

پردے سے دھواں سا اٹھتا ہے کیا آگ لگی ہے پانی میں
مہمان کو کوفہ والوں نے پانی کے لیے ترسایا تھا

سب جانے ہی جانے والے تھے میدان سے آتا کون ادھر
اکبرؑ کی سنانی آتی تھی اصغرؑ کا بلاوا آیا تھا

اس دیس کی آنکھیں بھی بھیگی پیاسی تھیں حسینؑ درشن کی
بھارت میں اجالا پہنچا ہے کربل میں درس دکھلایا تھا

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

پَردیسی

شیرؔ ہی وہ پردیسی ہیں ہر دیس کو اپنا کرتے ہیں
یہ چڑھتے ہوئے سورج کی طرح گھر گھر میں اُجالا کرتے ہیں

مظلوم کو سب جگ روتا ہے مظلوم تو سب کا ہوتا ہے
دُکھ درد سے جن کا میل نہیں وہ اپنا پَرایا کرتے ہیں

ہر سال عرب کی بستی سے آتا ہے جو بھارت نگری میں
مُسلم ہی کا وہ مہمان نہیں ہندو بھی تو سیوا کرتے ہیں

کیا دھرم تھا کوفہ والوں کا مہمان کو پیاسا مار دیا
پانی پہ بھی جھگڑا ہوتا ہے پانی پہ بھی جھگڑا کرتے ہیں

سر کٹتا ہے اِک دھرمی کا ظالم کے ادھرمی ہاتھوں سے
کربل میں بُجھا کر ست کا دیا دُنیا میں اندھیرا کرتے ہیں

لاکھوں پہ بہتّر بھاری ہیں کیا بات حُسینی پُرشوں کی
وہ شیر نہ ہاری مانیں گے جو موت کو ٹوکا کرتے ہیں

یہ بات اُنہیں کے ہات رہی سر اُن کے گئے پر بات رہی
دو جگ میں بڑی ہے بات اُن کی جو بات کی رکھشا کرتے ہیں

اشنان لہو سے ہوتا ہے ساونتوں کا رن ویروں کا
یہ آگ لگا کر مایا کو جیون میں اُجالا کرتے ہیں

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

آنچ آنے لگی اسلام پہ جب اصغرؑ نے بھی جیون وار دیا
اس گل کے بڑے بھی چھوٹے بھی بگڑی کو بنایا کرتے ہیں

کیوں پیار نہ اُن پر آئے گا جو رن کو گئے تھے جھولے سے
سُنتے ہیں دلوں کے جھولے میں وہ آج بھی جھولا کرتے ہیں

ماتم ہے نبیؐ کے پیاروں کا ماتم میں نبیؐ کے سنگ نہیں
ایسے بھی خُدا کے بندے ہیں جو پتا میں پریکھا کرتے ہیں

سنسار کے بھولے بسروں کو اپدیش نیا مل جاتا ہے
ہر سال جو بچھی پیاسوں کا ہم سوگ منایا کرتے ہیں

O

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas